REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   وعلی عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۲۳

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۳

شرح چندہ

سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۵ رصلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے اور سب جماعت کو حضور کی کامیاب قیادت میں بڑھ چڑھ کر دینی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۵ رصلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان - ۱۵ رصلح (جنوری) آج شام سوا پانچ بجے محترم مسٹر یحییٰ پوتو صاحب ریٹائرڈ ناردرن سروس گورنمنٹ آف انڈونیشیا مع اپنی اہلیہ محترمہ ربوہ سے براستہ امرتسر قادیان ہو... آپ خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہیں اور جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے اپنے وطن سے تشریف لائے تھے۔ آپ کے ہمراہ ہمارے انڈونیشین مبلغ محترم مولوی ابوبکر ایوب صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی تشریف لائیں۔ اور لنڈن سے ہمارے محترم احمدی بھائی ڈاکٹر رشید احمد صاحب اور مکرم فاروق احمد صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت ان سب کو مبارک کرے۔

۲۲ رذوالحجہ ۱۳۹۳ھ   ۱۷ رصلح ۱۳۵۳ ہش   ۱۷ رجنوری ۱۹۷۴ء

مخلصینِ جماعت کیلئے خوشخبری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عالمگیر غلبۂ اسلام کی مہم کیلئے

ایک نئی تحریک — جشن فنڈ

جاری فرما کر جماعت کو قربانیوں کیلئے آواز دی ہے۔ اپنے وعدے جلد نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ اس نئی تحریک کی کسی قدر تفصیل بدر مورخہ ۳ رجنوری ۱۹۷۴ء کے صفحہ ۲ پر شائع ہو چکی ہے۔ جیسا کہ حضور انور نے فرمایا ہے جماعتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں عالمگیر غلبۂ اسلام کے لئے قائم فرمایا ہے۔ اور اس غلبہ کے آثار ابھی سے نظر آ رہے ہیں۔ کیونکہ ہماری جماعت ہزاروں مخالفتوں کے طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے دلائل کے میدان میں فتح پا چکی ہے۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید ونصرت کے ساتھ روز افزوں ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہے، کہ آج سے سولہ سال بعد یعنی ۱۹۸۹ء میں ہماری جماعت کے قیام پر سو سال پورے ہو جائیں گے۔ اور چونکہ جماعت کے قیام سے لے کر اب تک اس کا ہر قدم ترقی کی طرف بڑھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اسے اپنی تائید ونصرت سے نوازا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ایک طرف اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھائیں اور دوسری طرف جماعت کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے ایک عظیم الشان جشن منایا جائے۔ لیکن اس شان کے ساتھ کہ ان سولہ سالوں میں جماعت اتنی قربانیاں کرے کہ اشاعتِ اسلام کی مہم کو غیر معمولی وسعت دی جا سکے۔

اس عظیم الشان مہم کے لئے حضور انور نے جماعت سے ۲½ کروڑ روپیہ کا مطالبہ فرمایا ہے جو سولہ سال کے اندر تدریج کے ساتھ پیش کرنا ہوگا۔ اس رقم سے بیرونی ممالک میں مبلغین کی تعداد بھی بڑھائی جائے گی اور نئے نئے مشن بھی کھولے جائیں گے اور قرآن کریم کے تراجم بھی دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں شائع کئے جائیں گے۔ اور ان تراجم کی وسیع پیمانہ پر اشاعت کی جائے گی۔ اس کے علاوہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں بنیادی اسلامی لٹریچر بھی شائع کیا جائے گا۔ اور بڑے پیمانے پر پریس بھی لگائے جائیں گے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس سکیم کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱)

اشاعتِ اسلام۔ اصلاح وارشاد۔ اور تربیت کے کام کو تیز کرنے کے لئے مغربی افریقہ میں تین مراکز کا انتخاب کیا جائے۔ یہ تین مراکز سارے مغربی افریقہ پر محیط ہوں گے۔ مشرقی افریقہ میں بھی ایسے ہی تین مراکز کھولے جائیں گے۔

یورپ میں اٹلی۔ فرانس۔ سپین۔ سویڈن ناروے میں اور جنوبی امریکہ میں نئے تبلیغی مشن کھولے جائیں گے۔

(۲)

قرآن پاک کے تراجم دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں سے بعض زبانوں میں تو شائع ہو چکے ہیں یا تیار ہو چکے ہیں۔ اگلے سولہ سالوں میں روسی۔ فرانسیسی۔ اٹالین۔ یوگوسلاوین۔ سپینش۔ اور چینی زبانوں کے علاوہ مغربی افریقہ کی تین زبانوں میں تراجم شائع کئے جائیں۔

(۳)

دنیا کی ایک سو زبانوں میں بنیادی اسلامی لٹریچر تیار کر کے شائع کیا جائے جس میں اسلام کی بنیادی تعلیم کا ذکر ہو۔ اور ان کے لئے مختلف زبانوں میں ... کا بھی انتظام کیا جائے۔

(۴)

بین الاقوامی سطح پر احمدیہ جماعتوں اور احمدی احباب کے درمیان براہِ راست رابطہ قائم کروایا جائے۔ (اس کے متعلق حضور نے بعض اہم تجاویز بیان فرمائیں)

آپ کے پیارے امام نے آپ کو قربانیوں کے لئے آواز دی ہے۔ جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر فوری طور پر احبابِ کرام سے وعدے لے کر نظارت ہذا کو ارسال فرمائیں۔ اور اس امر کو ملحوظ خاطر رکھیں کہ نیکی کے کام میں مسابقت مخلصین کا خاصہ ہے۔ جو جماعتیں اور افراد پیارے آقا کی اس تحریک پر پہلے لبیک کہتے ہیں بلاشبہ وہ خدا تعالیٰ سے زیادہ اجر کے مستحق بنتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑی سعادت ہے جو کسی کے حصہ میں آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"دنیا جائے گزشتنی وگذاشتنی ہے۔ ... جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجا لانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر ... ہاتھ نہیں آتا ...... اور جو شخص ضروری مہمات میں مال خرچ کرنے کا یہ امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی ... چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔" (تبلیغ رسالت جلد ...)

ناظر بیت المال آمد قادیان

مک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر وپبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷؍ صلح ۱۳۵۳ ہش

اُولوالعزم امام ــــ اور ــــ فِدائی جماعت

دینِ اسلام کی خدمت و اشاعت، جماعت احمدیہ کا شروع ہی سے امتیاز رہا ہے۔ عالمگیر سطح پر ایک خاص تنظیم کے ماتحت اس خدمت کو لگاتار بجالاتے چلے جانا آج ساری دُنیا میں جماعتِ احمدیہ کے ساتھ ہی مخصوص ہو گیا ہے اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ قرآن کریم اور احادیثِ نبویہؐ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور اس کا عالمگیر رُوحانی غلبہ حضرت امام مہدیؑ کے ذریعہ مقدر ہے۔ اور جماعتِ احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جسے امام مہدی کی جماعت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اِس جماعت پر خدا تعالیٰ کے عظیم فضلوں اور اس کے احسانات میں سے بڑا فضل یہ بھی ہے کہ جب امام مہدی کے ظہور پذیر ہونے اور اسلام کے دَورِ تنزل کو دَورِ ترقی میں بدل جانے کا آغاز ہوا تو اس جماعت کے افراد کو اللہ تعالیٰ نے اس برگزیدہ وجود کی شناخت کی توفیق دی جس سے اُن سب انقلابات کی تقدیر وابستہ تھی۔

یہ کوئی معمولی سعادت نہیں جو ہر احمدی کے حصہ میں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بدء الاسلام غریبًا و سیعود غریبًا فطوبٰی للغرباء۔ کہ اسلام کی ابتداء میں بھی یہ سعادت غریب طبقہ کے لوگوں کو میسر آئی اور جب اسلام پر دورِ تنزل کے بعد اس کی نشأۃ ثانیہ کا وقت آئے گا تو بھی یہی طبقہ غرباء آگے آئے گا۔ اور اس خوش بختی سے حصہ پائے گا۔ چنانچہ جس طرح اسلام کے صدرِ اوّل میں اپنے وقت کے صاحبِ اقتدار اور عقل و دانش کے مالک اس سعادت سے محروم رہے۔ جس کے پا لینے میں غرباء اور فقراء سبقت لے گئے۔ تو بظاہر وہ ایک ہی وقت تھا جب ایک شخص تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بروقت شناخت سے محرومی کے سبب "ابو الحکم" سے ابوجہل قرار پایا۔ اور دوسرا شخص اس مبارک وجود کی بروقت شناخت اور اپنی فدائیت کے سبب بے وقعت غلام سے "سیدنا بلال رضؓ" کہلایا ــــ!! چنانچہ تاریخ نے اِس زمانہ میں بھی اپنے ایسے واقعات کا اعادہ کیا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا ؎

خدا نے عہد کا دِن ہے دِکھایا
صحابہؓ سے مِلا جب مجھ کو پایا

پس یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہی کا مبارک وجود ہے جس کے ذریعہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے دِن دُنیا پر ظاہر ہونے والے ہیں۔ اس کا آغاز اِس مبارک وجود سے ہو چکا۔ اور اب جماعتِ احمدیہ کا ہر قدم اسی عظیم الشان منزل کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ اُٹھ رہا ہے۔ اس وقت نہ ہم ان تفصیلات میں جانے کی ضرورت سمجھتے ہیں اور نہ ہی یہ کوئی ڈھکی چھُپی بات ہے کہ جماعتِ احمدیہ نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایسے ٹھوس کام کر دکھائے ہیں جن سے نہ صرف دیگر اسلامی فرقے یکسر محروم ہیں بلکہ بڑی بڑی اسلامی سلطنتیں اس سعادت سے عاری چلی آ رہی ہیں ــــ!!

دیگر مسلمانوں کا احمدیہ جماعت سے تو کوئی مقابلہ ہی نہیں۔ عامۃ المسلمین کے کسی اخبار کو اُن کے کسی بھی رسالہ کو اٹھا کر دیکھ لیں سب کے سب ایک طرف تو عوام کے انتشار کے شاکی ہیں تو دوسری طرف صحیح قیادت سے محرومی پر سرد آہیں بھرتے ہیں۔ نتیجہ اس مایوس کُن صورتِ حال کا یہ نکل رہا ہے کہ ان میں کسی نوع کی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ جہاں پہلے تھے نہ صرف یہ کہ وہیں کے وہیں ہیں بلکہ بعض پہلوؤں سے ان کا قدم ترقیٔ معکوس کی طرف اُٹھ رہا ہے۔ اور ہر آنے والا دِن اُن پر مایوسیوں اور نا اُمیدیوں کو لے کر طلوع ہوتا ہے۔ اور ہر رات اُن پر تاریکیوں کا دامن اور وسیع کرتی چلی جا رہی ہے ــــ!!

حضرت امام مہدیؑ کی جماعت ہونے کے لحاظ سے احمدیہ جماعت کو دیگر اسلامی فرقوں سے یہ ایک امتیازی شان حاصل ہے کہ وہی صحیح معنوں میں "جماعۃ" کہلانے کی مستحق بھی ہے۔ کیونکہ کوئی جماعت جماعت نہیں کہلا سکتی جس کا کوئی واجب الاطاعت امام نہ ہو۔ امام کے بغیر جماعت کا تصور ہی محال ہے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کو اوّلاً برحق حضرت امام مہدی کی شناخت کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپؑ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا اجراء ہوا۔ اور اس طرح جماعتِ احمدیہ ہر آن ایک ہاتھ پر جمع رہی اور اُسے ایسی قیادت حاصل رہی جو اُسے اسلام کی حقیقی خدمت و اشاعت کے لئے وقت کے تقاضوں کے مطابق رہنمائی کرتی رہی۔ اور آج یہ حقیقت ساری دُنیا پر روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ اسی کامیاب قیادت کے نتیجہ میں جماعتِ احمدیہ نے اسلام کی وہ ٹھوس خدمت کر دکھائی ہے جس سے جماعت کا بڑے سے بڑا دشمن اور معاند بھی انکار نہیں کر سکتا۔

جماعتِ احمدیہ اپنی اس امتیازی شان کے باوجود اپنی جگہ پر اس بات کو بخوبی جانتی ہے اور اس کا پورا پورا احساس رکھتی ہے کہ اس کے اس نیک کام کی یہ انتہاء نہیں بلکہ یہ تو کام کا ابھی نقطۂ آغاز ہے۔ انتہاء تو وہ ہے جسے لیظھرہٗ علی الدین کلّہ کے قرآنی الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ یا دوسروں لفظوں میں عالمگیر رُوحانی غلبہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ خُدا نے چاہا تو وہ دِن بھی آئیں گے۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کا اپنے پسندیدہ دین اِسلام کی نسبت کیا ہُوا یہ وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا ــــ البتہ اس کے لئے جماعت احمدیہ کے ایک ایک فرد کو مناسبِ حال جد و جہد اور مخلصانہ کوشش میں لگے رہنا لازم ہے۔

حضرت امام مہدی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کے اس عالمگیر غلبہ کی بنیاد رکھی گئی۔ خلافتِ اُولیٰ نے اس بنیاد کو اَور اُوپر اُٹھایا۔ اور خلافتِ ثانیہ کے عہدِ خوشتر میں اس عمارت کو ایسا اُونچا کر دیا گیا کہ ایک دُنیا اس کی عظمت کی جھلک دیکھ لینے کے قابل ہو گئی۔ اور ۱۹۶۵ء کے آخر سے جب خلافتِ ثالثہ کا آغاز ہوا تو اس مبارک کام میں اَور بھی وسعت اور پھیلاؤ کے سامان ہونے لگے۔ حضرت امام ہمام کی طرف سے اسلام کے رُوحانی غلبہ کے دلوں کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے ایسے منصوبے بروئے کار لائے جانے لگے ہیں کہ ان کی رفتار پہلے سے بہت تیز ہو چکی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے پیار کے جلوے بھی ہر سُو نظر آنے لگے ہیں۔

اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ اس عظیم مقصد کے لئے تیسری بار یورپ اور افریقہ کے ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔ حضور انور کا ہر دَورہ اسلام کی شاندار ترقی اور دلوں کو فتح کر لینے کے جدید سے جدید تر کامیاب منصوبوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ چنانچہ ابھی تین سال کا عرصہ ہی گزرا ہے کہ حضور جب ۱۹۷۰ء میں افریقہ کے چھ ممالک کے دورہ سے مراجعت فرما ہوئے تھے تو اس موقعہ پر حضور نے ان علاقوں میں تبلیغ و اشاعتِ دین کی توسیع کے لئے **نصرتِ جہاں** کی تحریک جماعت میں فرمائی۔ اس تحریک کے تحت اُن منصوبوں کو بروئے کار لانے کے لئے حضور نے جماعت سے ۲۵ لاکھ روپے کا مالی مطالبہ کیا۔ اور مطالبہ کے ساتھ ہی حضور نے اپنے اس مبارک منصُوبہ کی تفصیلات کا بھی اعلان فرما دیا کہ ان ممالک میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہم اتنے سکول جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور اتنے ہیلتھ سنٹر کھولنا چاہتے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہاں کے اصل باشندوں کو علم کے زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی صحتوں کا بھی خیال رکھا جائے گا اور اُن کے علاج معالجہ کا بھی جماعت کی طرف سے خاطر خواہ طور پر اہتمام کیا جائے گا: تا یہ پچھڑی ہوئی اقوام بھی ترقی یافتہ اقوام کے برابر ہو سکیں۔ یہ سارے منصوبے ... پے کے بغیر پایۂ تکمیل کو پہنچنے ممکن نہ تھے۔ مگر یہ امام ہمام کی اولوالعزمی تھی کہ ایک طرف اپنے عزمِ صمیم کے ساتھ منصوبوں کا اعلان فرمایا اور دوسری طرف جب جماعت میں مالی تحریک فرمائی تو جماعت کی فدائیت اور اپنے آقا کی آواز پر والہانہ لبیک کا شاندار عملی ثبوت اِس طرح ظاہر ہُوا کہ حضرت امام ہمام نے تو ۲۵ لاکھ روپے کا مطالبہ کیا تھا لیکن جماعت کی فدائیت اور خدمتِ دین کے صحیح جذبہ کے نتیجہ میں اس منصوبہ کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا تھا جب وہ تمام ہُوا تو جماعتِ احمدیہ نے خدا کے فضل و کرم سے ۲۵ لاکھ کے مقابلہ میں ۵۳ لاکھ روپے کی رقم اپنے آقا کے حضور پیش کر دی تھی ــــ!!

اِب لیجئے حضور کا وہ **تازہ منصُوبہ** جسے سولہ سالہ منصوبہ یا جماعتِ احمدیہ کے قیام پر **صد سالہ جشن** کے منصوبہ سے یاد کیا جا سکتا ہے۔ جس کا مختصر تذکرہ حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سال ربوہ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرماتے ہوئے جماعت کو ۲½ کروڑ روپیہ وسیع تر منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ جماعت کے روایتی جذبۂ فدائیت اور خدا تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں کا مورد بن کر خدمتِ دین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے عملی نمونہ کو دیکھ کر اسی موقع پر حضرت امام ہمام نے یہ توقع بھی ظاہر فرمائی ہے کہ :-

"اِن سولہ سالوں میں اللہ ہمارے لئے پانچ کروڑ روپے کا انتظام کر دے گا۔ انشاء اللہ۔" (بدر ۴ ½ ۳ ص ۲)

پھر دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جو ٹھوس عملی منصُوبہ ہے اس کا خلاصہ احباب اُسی پرچہ میں مطالعہ کر چکے ہیں۔ ہمیں پوری امید ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق دے گا اور پانچ کروڑ سے بھی رقم بڑھ جائے گی وہاں خدا تعالیٰ اس طور پر بھی جماعت پر اپنے فضل نازل کرے گا کہ جو عملی منصوبے توسیعِ تبلیغ کے سلسلہ میں یا توسیع اشاعتِ قرآن

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

میرے دورۂ یورپ کے دوران جماعت انگلستان نے میزبانی کے فرائض خوش اسلوبی اور پیار سے ادا کئے اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزاء دے

یورپ میں تبلیغ اسلام کا ایک بہت بڑا منصوبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ڈالا ہے جس کی تفصیل میں جلسہ سالانہ پر جماعت کو بتاؤں گا

گزشتہ سیلاب میں عبرتناک تباہ کاریوں کا ذکر !!

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سیلاب زدگان کی تکالیف دور فرمائے اور ہمیں آنحضرت صلعم کی بعثت کو پورا کرنے کے سامان جلد میسر آجائیں !

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸ نبوت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی :-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا (الانعام ۶۰)

اور پھر فرمایا :-

۱۳ ماہ وفا (جولائی)، جمعہ کے دن صبح کو خاکسار یہاں سے کراچی اور پھر وہاں سے انگلستان اور یورپ کے دوسرے ملکوں کے دورے پر روانہ ہوا تھا۔ اور ۲۶ تبوک (ستمبر) بدھ کے مبارک دن (مبارک میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ کوئی پچھلے واقعات ہیں بلکہ سفر کی برکتوں کی وجہ سے کہتا ہوں) ہم واپس یہاں پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور

رحمتوں کے نظارے

دیکھ کر پیر کو ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور ایک دن کراچی میں ٹھہر کر بدھ کو یہاں پہنچ گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس عرصہ میں اس دورے میں اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمتیں مشاہدہ میں آئیں۔ کچھ قادرانہ تصرفات جو غیر معمولی نوعیت کے تھے آپ لوگوں نے یہاں مشاہدہ کئے، سیلاب کے رنگ میں اور ان کے اثرات کی شکل میں۔ چنانچہ اس وقت میں پہلے یہاں جو سیلاب آئے ہیں ان کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ شاید لمبا خطبہ اس لئے نہ دے سکوں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اس سفر میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضل بھی فرمایا کہ اس عرصہ میں تھکان اور کوفت کا احساس بہت کم ہوا۔ لیکن یہاں آنے کے بعد پچھلے دو ماہ کی کوفت کا اکٹھا احساس پیدا ہوگیا۔ چنانچہ پچھلے دو دن میں جسم کا رُواں رُواں درد محسوس کرتا رہا۔ اور آج بھی پوری طرح تھکان دور ہونے کا جو احساس ہوتا ہے وہ نہیں ہے تاہم یہ چیزیں تو بہرحال انسانی جسم کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔

اگست کی ۱۱ یا ۱۲ تاریخ کو ہمیں یہ اطلاع ملی کہ ملک میں

بڑے زبردست سیلاب

آئے ہیں۔ جب مجھے سیلاب کی اطلاع ملی تو طبیعت میں بڑی بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوئی اور اِدھر اُدھر سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اپنے سفارت خانہ سے بھی رابطہ قائم کیا لیکن کوئی زیادہ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے یہاں ہدایت کی تھی کہ روزانہ اطلاع آنی چاہیئے۔ روزانہ نہیں تو کم سے کم ہفتے میں دو دفعہ تو ضرور مجھے اطلاع آنی چاہیئے۔ پھر میں نے یہ ہدایت بھی دی کہ جماعت کام کرے۔ یہ کام کا وقت ہے۔ اور پھر ایک دفعہ تو یہ ہدایت بھی دینی پڑی کہ پیسے کی پرواہ نہ کی جائے۔ انسانی دکھ اور درد کو دور کرنا (جہاں تک ہمارے امکان میں ہے وہ) ضروری ہے اور اس سے غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔

بہرحال مجھے تو اب بھی زیادہ علم نہیں ہے۔ تاہم

بڑے بھیانک واقعات

سننے میں آئے ہیں۔ ملک کے جن حصوں میں سیلاب آئے ہیں یا جو حصے سیلاب کی زد میں آئے ہیں وہاں بڑی سخت تباہی آئی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اکثر اونچے مقامات پر سیلاب نہیں آیا لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ جہاں جہاں سیلاب آیا ہے وہاں اس نے بڑی سخت تباہی مچائی ہے اور لوگوں کو بڑا دکھ اور تکلیف اٹھانی پڑی۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ جہاں سیلاب آیا وہاں (اپنے احمدیوں کی میں بات نہیں کر رہا) دوسرے پاکستانی بھائیوں نے کہا کہ یہ سیلاب تو طوفانِ نوحؑ کی طرح ہے۔ پھر یہ بھی سننے میں آیا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ اسے عذاب نہ کہو کیونکہ پھر تو جماعت احمدیہ کو تقویت پہنچے گی۔ بہرحال جس کی جو خواہش تھی اس کے مطابق اس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنے عقائد کو بدلنے کی کوشش کی۔ اپنے اس لئے کہ قرآن کریم میں وہ بیان ہوئے ہیں اور بدلنے کی کوشش اس لئے کہ اس وقت یہی طریق چل رہا ہے۔ کیونکہ زبان سے ایک تعد پیدا ہو چکا ہے۔

قرآنِ عظیم میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک تو غیب کی چابیاں ہیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی غیب کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی علام الغیوب نہیں ہے۔ یہ ایک معنی نہیں بلکہ یہ دو مختلف معانی ہیں۔ ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ غیب کی چابیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور دوسرے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی چیز غیب نہیں ہے۔ انسان جس معنی میں بھی غیب کے لفظ کو استعمال کرے اللہ تعالیٰ کے حضور وہ غیب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس کے علم میں ہوتا ہے۔

غیب کے لفظ کو ہم اپنی زبان میں

دو معنوں میں

استعمال کرتے ہیں۔ ایک اس معنی میں کہ شئے موجود تو ہے لیکن ہمارے علم میں نہیں ہے مثلاً سونے کی کانوں میں جو سونا ہے وہ موجود تو ہے اور اس کا وزن بھی متعین ہے لیکن ہمیں اس کا پتہ نہیں ہے کہ کس کان میں سونا ہے اور ہے تو کتنا ہے۔ ہمارے لئے وہ غیب میں ہے۔ سمندروں کی تہ میں موتی ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو سمندر میں پنہاں ہے۔ کچھ حصوں میں تو انسان نے نئے آلات کے ساتھ غوطہ زنی کر کے بعض چیزوں کو پہچانا اور باہر نکالا لیکن ہزارہا بلکہ بیشمار چیزیں ایسی ہیں جو انسان کے لئے غیب میں ہیں۔

اسی طرح ایک ہی وقت میں امریکہ ہمارے لئے اس وقت غیب کی حالت میں ہے۔ یعنی ہمارے علم میں نہیں ہے کہ وہاں اب کیا ہو رہا ہے۔ وہاں وہ اس وقت (میعادی وقت کے لحاظ سے نو گھنٹے ہم سے پیچھے ہونے کی وجہ سے) سوئے ہوئے ہیں۔ گویا امریکہ اس وقت سویا ہوا ہے اور اس معنی میں بھی عملاً اندھیروں میں ہے۔ لیکن ہمارے لئے اس وقت کے امریکہ کے حالات غیب میں ہیں۔ ہمارے لئے اس وقت لاہور، کراچی، راولپنڈی، اسلام آباد اور پشاور وغیرہ کے حالات غیب میں ہیں۔

پس چیز موجود تو ہے۔ ایک واقعہ ایک حقیقت تو ہے۔ لیکن ہمارے علم میں نہیں اس معنی میں ہم

غیب کا لفظ

استعمال کرتے ہیں. لیکن کوئی شے جو موجود ہے یا کوئی واقعہ جو ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ وہ اس کے لئے غیب نہیں ہے۔ دوسرے ہم غیب اس معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں کہ ایک چیز کا اس وقت وجود تو نہیں لیکن مستقبل میں پیدا ہونے والی ہے۔ ابھی اس نے وجود نہیں پکڑا۔ مثلاً اگر ہم ماضی پر قیاس کریں زمین کے اندرونے (ما فی البطن) پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے مختلف اور بڑے لمبے اَدوار میں کیمیادی اجزاء کی تبدیلی کے نتیجہ میں ہیرا بنتا ہے۔ ہو سکتا ہے (میں ہو سکتا ہے اس لئے کہتا ہوں کہ ماضی میں ایسا ہوا) کہ کچھ اجزائے ارضی آج سے دو سال کے بعد ہیرے کی شکل اختیار کریں۔ آج نہ ہمیں ان کا علم ہے اور نہ ہمارے علم میں وہ آ سکتے ہیں کہ ان میں یہ تبدیلی آنے والی ہے۔ کیونکہ اس وقت ان کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اجزائے ارضی کے ہیرا بننے کے لئے اللہ تعالیٰ نے گویا اپنی قدرت کی چابی لگائی ہے۔ پس

"مستقبل" کا مطلب

یہ ہے کہ وہ چیزیں ابھی حیّزِ وجود میں نہیں آئیں۔ مثلاً ایسی تمام بشارتیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپؐ کے طفیل مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ اور نوعِ انسانی کو دی گئیں جو ابھی تک پوری نہیں ہوئیں اور آئندہ پوری ہونے والی ہیں۔ اُن کا آج کوئی وجود نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت کی جو چابی ہے وہ ہر شئے کا وجود پیدا کرنے والی ہے۔ گویا مفاتح الغیب کے ایک معنی یہ ہیں کہ جب تک خدا تعالیٰ کنجی نہ لگائے کوئی چیز عدم سے جو ایک غیب کی کیفیت ہے، وجود میں جو حال کی کیفیت ہے تبدیل نہیں ہوتی۔

اس آیۂ کریمہ میں (میں اس کی پوری تفسیر اس وقت بیان نہیں کروں گا۔) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ درخت کا کوئی پتہ نہیں گرتا جب تک کہ اس کے علم میں نہ ہو۔ "غیب" کے ہر دو معنی سے ان کا تعلق ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم آسمان سے نہ آجائے اس وقت تک کوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز مثلاً درخت کے پتّے کا اپنی شاخ سے گر جانا یا بڑی سے بڑی چیز مثلاً سیلابوں کا آنا جو ایک بڑے علاقہ کو تہ و بالا کر کے انتہائی تباہی کے نظارے ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے منشاء اور اس کے حکم اور علم کے بغیر نہیں ہوتا۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کو ایک مسلمان فراموش نہیں کر سکتا۔

ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ پانی کی یہ طوفانی لہریں اور یہ سیلاب اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر کے نہیں آئے۔ کیونکہ عناصر خدا سے بغاوت کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے یہ کہنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ اُس نے اپنی مفتاح نکالی (کیونکہ سیلاب کی شکل میں پانی موجود نہیں تھا) اس کا حکم نازل ہوا اور پانی کے قطروں کا اس قدر بھرا ہوا اجتماع ہو گیا جس نے بڑے بڑے اُونچے درختوں کو جن کی جڑیں اُن کی لمبائی کے مطابق زمین کے اندر گڑھی ہوئی تھیں اُن کو جڑوں سے اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ ایک دوست نے مجھے بتایا کہ بعض جگہوں پر تین تین منزلہ مکان جب طوفانی لہروں کی زد میں آئے۔ تو اسی طرح بہہ گئے جس طرح کوئی ٹوٹی ہوئی شاخ پانی میں بہہ جاتی ہے تاہم اس قسم کا جو خطرناک سیلاب آیا ہے۔ خدا سے باغی ہو کر نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے انسان کی بغاوت کو دُور کرنے کے لئے یا اُن کو کوئی سبق دینے کے لئے آیا ہو۔ (اس وقت میں یہ نہیں بتا رہا۔ میں اپنا مضمون اور اس کے مختلف پہلو آہستہ آہستہ بتاتا چلا جاؤں گا) پس ہمیں تسلیم کرنے پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس خطۂ ارض اور اس ملک میں اس قسم کی ایک زبردست تباہی آئے۔ سیلاب کے پانیوں نے بعض علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور بعض کو نہیں لیا۔ لیکن اس کے نتیجہ میں جو

اقتصادی بے چینی اور بُحران

پیدا ہوا ہے وہ اگرچہ نظر آنے والی لہریں تو نہیں ہیں لیکن درحقیقت بڑے گہرے گھاؤ کرنے والی لہریں ہیں۔ ہماری ساری اقتصادیات پر سیلاب کی زو پڑی ہے۔ اقتصادی ترقیات کے سارے منصوبے سیلابوں کی زد میں آئے ہیں جہاں سیلاب نہیں آئے وہ علاقے بھی شدید متأثر ہوئے ہیں۔ مثلاً کراچی ہے۔ کراچی شہر کے اندر سیلاب کا پانی نہیں آیا۔ بارشوں کا پانی بھر گیا تھا مگر جلدی نکل گیا۔ لیکن جہاں سیلاب آیا مثلاً جھنگ میں بڑا خطرناک سیلاب آیا۔ چنانچہ جس طرح جھنگ میں اشیائے ضرورت بہت مہنگی ہو گئیں اسی طرح کراچی میں بھی مہنگی ہو گئیں۔ حالانکہ وہاں سیلاب نہیں تھا۔ لیکن کراچی میں سیلاب کے اثرات پہنچ گئے اور وہ ایسے اثرات تھے جو تکلیف دینے والے اور دکھ پہنچانے والے تھے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ دکھ اور یہ تکلیف اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اس کے اِذن اور اس کے حکم اور امر کے چابی لگانے سے آتی ہیں یہ ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم نے اس قسم کے حوادثات کی مصلحتیں بتائی ہیں جو سب خدائی

منشاء کے مطابق آتے ہیں۔ چنانچہ ایک مصلحت یہ بتائی ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی توحید کے قیام کے لئے کسی بندہ کو اس دُنیا میں بھیجتا ہے یا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد غلبۂ اسلام کے لئے کسی کو مامور کر کے بھیجتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی انبیاء آئے اور آپؐ سب کے بادشاہ اور سرتاج بن کر تشریف لائے۔ غرض جب دُنیا خدائے واحد اور اس کے رسول اور مامور کی طرف توجہ نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ حوادث کی چابیوں کو حرکت میں لاتا ہے۔ اور اس قسم کے حالات پیدا کر دیتا ہے ایک اَور مصلحت مثلاً یہ ہوتی ہے کہ اس طرح سے لوگوں کو اچھی طرح سے ہلایا جائے اور یہ اس لئے نہیں ہوتا کہ اُن کو اَبدی ہلاکت ملے بلکہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ ابدی لعنت سے خود کو محفوظ کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

پھر ایک مصلحت یہ بتائی کہ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ جس وقت اس قسم کے حالات پیدا ہوں تو اُن کے نتیجہ میں لوگوں کی بھلائی اور رُوحانی ترقیات کے سامان پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس واسطے جو ذمہ داریاں "امتحان" ڈالتے ہیں یا جو ذمہ داریاں "ابتلاء" پیدا کرتے ہیں اگر انسان ان ذمہ داریوں کو نباہے تو اس کے نتیجہ میں یہ خوشخبری ملتی ہے:-

وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝　(البقرہ: ۱۵۷)

غرض اس قسم کے

امتحان اور ابتلاء کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو اور بھی زیادہ پختہ اور مضبوط بنا لیتے ہیں اور اُن میں کوئی بُعد اور جُدائی باقی نہیں رہتی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْن میں قُرب کا ہی مقام بیان ہوا ہے۔ یعنی دُوری کے جو امکانات تھے اب رجوع الیہ کر کے ہم اس دُوری کو اس بُعد کو قُرب میں تبدیل کر دیں گے۔

بہرحال حوادث خواہ لوگوں کو جھنجھوڑنے کے لئے آئیں یا روحانی ترقیات کے لئے ہوں ان کی وجہ سے انسان پر بہت سی ذمہ داریاں آ پڑتی ہیں۔ اس لئے اصل بحث یہ نہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ اصل چیز تو یہ ہے کہ جو مصلحتیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں، اُن مصلحتوں کے مطابق ہم اپنی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم وہ تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں۔ اگر ہم الٰہی اشاروں کو سمجھ لیتے ہیں اور الٰہی منشاء کے مطابق اپنے ذہنوں میں اور اپنے خیالات میں اور اپنے عقائد میں اور اپنے رجحانات میں اور اپنی عادات میں تبدیلی پیدا کر لیتے ہیں تو وہ مصیبت جو بہت لمبے زمانہ پر پھیلی نہیں ہوتی اس کا اثر باقی نہیں رہتا۔ بلکہ محدود اور مفید بن جاتا ہے۔

پس امتحان اور ابتلاء میں کامیاب ہونے والے شخص کے چہرے پر اسی طرح بشاشت کھیلنے لگتی ہے اور کوفت دور ہو جاتی ہے جس طرح اچھا نتیجہ نکل آنے پر راتوں کو جاگنے والے طالب علم کی کوفت دُور ہو جاتی ہے۔ چہرے پر بشاشت اور سُرخی آجاتی ہے۔ دن رات پڑھتے رہنے کی وجہ سے آنکھوں میں جو گڑھے پڑ جاتے ہیں اور کوفت کے آثار چہرے پر نمودار ہوتے ہیں وہ سب دُور ہو جاتے ہیں۔ اس کی بجائے چہرے پر بشاشت کھیل رہی ہوتی ہے اور خوشیاں انگ انگ سے

چشمہ کے پانی کی طرح

بہہ کر باہر نکل رہی ہوتی ہیں۔ امتحان او ابتلاؤں کی کچھ اور مصلحتیں بھی بیان ہوئی ہیں لیکن موٹی چیزیں یہی ہیں۔ جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسے حالات سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر ظلم کیا ہے وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ بلکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے انسان کو اُس کے اپنے ظلم سے بچانے کی خاطر کفارہ کے طور پر ایک اَور انتباہ کے لئے اس قسم کے دُکھوں اور تکلیفوں کے سامان اس دُنیا میں پیدا کئے تا وہ اُن دُکھوں سے نجات کے طریقوں کو تلاش کر کے اُخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرے۔

پس پاکستان میں جو سیلاب آئے اور ہمارے بہت سے بھائیوں کو جو دُکھ اور تکلیفیں پہنچیں، جماعتِ احمدیہ اُن کے دُکھوں میں برابر کی شریک ہے۔ چنانچہ اس موقع پر احمدی بڑوں نے بھی اور احمدی بچوں نے بھی، احمدی جوانوں نے بھی اور احمدی بوڑھوں نے بھی، احمدی مَردوں نے بھی اور احمدی عورتوں نے بھی اپنے دُکھ اور تکالیف بھول کر اپنے بھائیوں کو دکھوں سے بچانے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دی۔ مجھے اُمید ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ کے یہ اَوراق

اپنی پوری تفصیل کے ساتھ محفوظ کر لئے گئے ہوں گے۔ اگر نہیں کئے گئے تو اب پوری تفصیل کے ساتھ محفوظ کر لینے چاہئیں۔ اُن کو شائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہماری تاریخ میں یہ واقعات محفوظ ہونے چاہئیں کہ کس طرح نوجوانوں نے اپنی عمر کے مطابق اور بڑوں نے اپنی عمر کے مطابق ذمہ داری کے جو کام تھے وہ ہر قسم کی تکالیف اٹھا کر سرانجام دیئے۔ اور اپنے پاکستانی بھائیوں کی تکلیفوں کو دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کی۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے احسن عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کے سمندر سے بہت بڑا حصہ اُن کے لئے مقدر کرے۔

غرض جہاں پاکستان میں ... کے دکھ دہ حالات سُن کر تکلیف پہنچی تھی وہاں یہ دیکھ کر خوشی بھی ہوتی تھی کہ جماعت نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھا اور صحیح طریقہ پر اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کی پوری کوشش کی۔

جہاں تک میرے اِس دَورے کا تعلق ہے اس وقت میں زیادہ تو کچھ نہیں بیان کروں گا۔ البتہ ابتدا کر دیتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ انگلستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ایک بہت بڑی جماعت

قائم ہو چکی ہے۔ اُن کی تربیت کا خیال تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے تربیتی اُمور اور تربیتی اعمال کی طرف انہیں متوجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان مخلصین کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ اِسلام کی خاطر مجنونانہ کام کے لئے تربیت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کی اخلاقی اور رُوحانی قوتوں کی نشوونما میں اور بھی اضافہ کرے۔

پھر جہاں تک ان کی مہمان نوازی کا تعلق ہے۔ اس دفعہ جماعتِ احمدیہ انگلستان نے پوری مہمان نوازی کی ہے۔ یہاں سے تو ہم تھوڑی سی رقم لے جا سکتے تھے۔ چنانچہ پانچ سو ڈالر لے کر گئے تھے۔ اور وہ بھی انہوں نے انگلستان میں قبول نہیں کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ ہم پوری میزبانی کریں۔ جب ہم نے یورپ کے ممالک کا دورہ کیا تو یہ رقم وہاں خرچ ہوئی لیکن انگلستان میں وہاں کی جماعت نے مکمل طور پر میزبانی کے فرائض بڑی خوش اسلوبی اور انتہائی پیار کے ساتھ ادا کئے۔ فجزاھم اللّٰہُ احسن الجزاء۔

مہمان نوازی کا بہت خرچ تھا۔ اور پیر خرچ کے علاوہ انہوں نے کھانے پکانے وغیرہ کے سلسلہ میں دن رات خدمت کی ہے۔ کیونکہ جہاں جماعتِ احمدیہ کا امام ہوگا وہاں لوگ آئیں گے دن کو بھی آئیں گے اور رات کو بھی آئیں گے۔ چنانچہ بعض دفعہ عام اتوار کے دنوں میں وہاں اڑھائی اڑھائی تین تین سو آدمی جمع ہو جاتے تھے۔ اور ان کے لئے کبھی کھانے اور کبھی LIGHT REFRESHMENT (لائٹ ریفرشمنٹ) مثلاً چائے، کافی اور بسکٹ وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ اس ساری میزبانی کا خرچ وہ خود برداشت کرتے تھے۔ میں نے اُن سے کہا بھی کہ یہ تو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لنگر

ہے اِس لئے جو کھانے کا خرچ ہے اس کو ہم خود اٹھائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا اور مجھے وہ ماننا پڑا کہ ہمارا کچن بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر ہی کا حصہ ہے۔ آپ ہمیں اس کی اجازت دیں تاکہ ہم اس کا ثواب حاصل کریں اور وہ انتظام بھی یعنی کھانے پینے کا سارا انتظام نوجوان بچے خود کرتے تھے۔ آپ اُن کی شکلیں اور ان کا انگلستان کا صاف ستھرا لباس دیکھ کر یہ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ وہ سارا دن صبح سے لیکر شام تک قافلے اور دوسرے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کرنے میں مصروف رہتے ہوں گے۔ اور ہمارے لئے وہاں کی ۳-۴ لجنات کے علاوہ امام رفیق کی اہلیہ صاحبہ اور اُن کے بچوں نے کھانا تیار کرنے میں بڑا کام کیا۔ حفاظت کے خیال سے باہر سے خود چیزیں لیکر آنا اور پھر خود پکانا بڑا کام تھا۔ کوئی باہر سے کھانے والا تحفہ بھی آجائے تو وہ علیحدہ رکھ دیتی تھیں کہ یہ ہمارے گھر کا پکا ہوا نہیں ہے بلکہ فلاں جگہ سے تحفہ آیا ہے۔

غرض صبح سے لے کر شام تک ہمارے نوجوان خدام باورچی خانہ میں رہتے تھے۔ پھر اتوار کو تو بہت انتظام کرنا پڑتا تھا۔ مثلاً برتنوں کی صفائی وغیرہ۔ اگرچہ وہاں یہ سہولت ہے کہ چائے کی پیالی دھونی نہیں پڑتی۔ گتے کی بنی ہوئی ہے جسے لوگ چائے پی کر پھینک دیتے ہیں۔ اور وہ کوڑے کرکٹ میں چلی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی دودھ اور چائے وغیرہ تیار [illegible] بڑا کام ہے۔ ایک دن پتہ لگا کہ ایک گود کا بچہ آیا ہوا تھا۔ اور وہ رو رہا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ شاید بچے کو دودھ مہیا نہیں کیا گیا۔ میں نے خدام سے کہا کہ تم ایسے بچوں کے لئے دودھ بھی رکھا کرو کیونکہ ایسی مائیں آئیں گی جو اپنے کمسن بچوں کو گھر نہیں چھوڑ سکتیں۔ ایسے بچوں کی خوراک کا لنگر میں انتظام ہونا چاہیئے۔ پھر بعد میں پتہ لگا کہ دودھ تو تھا لیکن ماں تو اتنی مصروف تھی کہ اُسے بچے کو دودھ پلانے کی فرصت نہیں ملی۔ وہ اپنے دوسرے دینی کاموں میں اتنی مشغول ہوئی کہ اُسے بچے کو دودھ پلانے کا خیال ہی نہ رہا چنانچہ بچہ رو رہا تھا۔ اس کے رونے کی وجہ سے میرے علم میں یہ بات آئی کہ بچے کو دودھ نہیں

ملا۔ بعد میں پتہ لگا کہ ماں کو وقت نہیں ملا۔ دوسرے کاموں میں لگی ہوئی تھی۔ کوئی تقریب تھی یا شاید منصورہ بیگم کی ملاقات تھی۔

بہرحال اتنے پیار سے اور اتنی قربانی دے کر ان لوگوں نے کام کیا ہے کہ میں اُن کے اخلاص کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور اسی لئے میں نے ان فقروں کی ابتداء میں کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ ہی اُن کو احسن جزا دے۔

پھر جہاں تک اُن کی تربیت کا تعلق ہے میں نے اپنے خطباتِ جمعہ میں ان کو نصائح کیں وہاں ہمارا جلسہ سالانہ ۹ ستمبر کو تھا۔ اس میں اُن کو نصیحتیں کیں۔ ۱۰ ستمبر کو ہمارے مبلغین کی کانفرنس تھی اس میں مبلغین کو سمجھایا۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ، چھوٹی بچیوں کو پھر خدام الاحمدیہ کو نصیحتیں کیں۔

پھر آخری جمعہ میں میں نے خلاصۃً بیان کیا کہ میں نے تمہیں یہ یہ خبریں بتائی ہیں کچھ تمہارے نفوس کی طہارت کے لئے اور کچھ اپنے نفس کی طہارت کے لئے۔ ایک بات آپ کو بھی بتا دیتا ہوں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی ساری جنگیں صرف امام کو ڈھال بنا کر لڑی جا سکتی ہیں۔ فرمایا:-

"اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَآئِهٖ"

اِس حدیث کی اور بھی بہت سی تشریحیں کی جا سکتی ہیں لیکن اس میں ایک بڑا ہی پیارا مفہوم جو ادا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی ساری جنگیں صرف امام کی ڈھال کے پیچھے کھڑے ہو کر لڑی جا سکتی ہیں ہمارے کئی واقفینِ زندگی ایسے ہیں جو انجام بخیر کو پہنچے یا جن کے انجام بخیر کی ہم توقع رکھتے ہیں اور اُن کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ کئی ٹھوکر بھی کھاتے ہیں۔ آدم کے زمانہ سے اس وقت تک شیطان انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ لیکن ٹھوکر کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ بعض وقف سے فارغ کر دیں۔ ہم اسلام اور احمدیت کی خدمت میں ساری زندگی گذار دیں گے۔ مگر جب تم امام کی ڈھال کے پیچھے سے ہٹ جاؤ گے تو پھر یا نعوذ باللہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان غلط ہوگا یا تمہاری خواہشات پوری نہیں ہوں گی۔ (صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ) کیونکہ اسلام کی جنگ، الٰہی سلسلہ کی جنگ تو امام کو ڈھال بنا کر اس کے پیچھے لڑی جا سکتی ہے ورنہ نہیں لڑی جا سکتی۔ اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد دو چیزیں سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ کبھی امام مصلحت بتائے گا اور کہے گا کہ یہ حکم ہے اس میں یہ یہ مصلحتیں ہیں۔ اس کے نتیجہ میں میں تمہارے سامنے یہ پروگرام رکھتا ہوں۔ اور کبھی کہے گا میں تمہیں مصلحتیں نہیں بتاتا۔ تمہیں یہ حکم ہے کہ مجھے ڈھال بنا کر میرے پیچھے کھڑے ہو کر جنگ لڑو۔

پس بہت سے پروگرام ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے متعلق مصلحتیں ہم نہیں بتاتے کیونکہ مصلحت بتانے میں مصلحت نہیں ہوتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہماری بات کو مانو۔ مثلاً میں نے انگلستان میں کہا کہ ہر احمدی بچہ یعنی طفل اور ہر خادم اور ناصرات کی ہر ممبر اپنے پاس ایک ربڑ کی غلیل اور چھ غلولے رکھے۔ اب انگلستان میں رہائش کا جو طریق ہے وہاں غلیل استعمال ہی نہیں ہو سکتی۔ دس دس گز کے تو اُن کے صحن ہوتے ہیں۔ اُن کی عمارتوں کے ساتھ باغ نہیں ہوتے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے محلوں کے ساتھ چھ چھ سو ایکڑ کے باغات ہیں۔ لیکن میں عام طور پر لندن کی بات کر رہا ہوں۔ جہاں غلیل چل ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ میں نے ان کو یہ بھی سمجھایا کہ یہاں غلیل رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہمسایہ کے بچے کے سر پر غلولہ جا لگے۔ لیکن میں حکم دوں گا کہ غلیل رکھو۔ لیکن اس کی مصلحت نہیں بتاؤں گا۔ بلکہ یہ

میری خواہش ہے

کہ ہر ناصرہ اور ہر خادم اور ہر طفل اپنے پاس غلیل رکھے اور پلاسٹک کی چھوٹی سی تھیلی میں چھ غلولے بھی موجود رہیں۔ یہ مثال میں نے اس لئے دی ہے کہ میں آپ سے بھی کہتا ہوں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یہاں بھی ہمارا ہر خادم، ناصرات کی ہر ممبر اور ہر طفل ایک غلیل اور چھ غلولے اپنے پاس رکھے۔ اچھے غلولے وہی ہوتے ہیں جو مٹی سے بنائے جاتے ہیں کیونکہ اگر ان میں پتھر کا ٹکڑا رکھا جائے تو اس میں حادثہ کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اس لئے بچوں کو تربیت دی جانی چاہئے کہ اُس کا صحیح استعمال کرنا ہے۔ وہاں میں نے بتایا تھا کہ دیکھو ربوہ میں بعض ایسے بچے ہیں کہ جو ربڑ کی غلیل سے بیس بیس فاختہ شکار کر لاتے ہیں اور اُن کے خاندان کو نہایت صحت مند گوشت مل جاتا ہے۔ مگر تمہیں نہیں ملے گا۔ کیونکہ تمہارا معاشرہ اور قسم کا ہے۔ لیکن امام کہتا ہے اپنے پاس غلیل رکھو۔ اسلئے تم اپنے پاس غلیل رکھو۔ آپ کو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ غلیلیں رکھو تو یہ نصیحت اُن کے متعلق تو مجھے رپورٹ مل جائے گی وہ ضرور لے لیں گے۔ کیونکہ وہاں آسانی سے غلیل مل جاتی ہے۔ اُن کے لحاظ سے اس کی زیادہ قیمت بھی نہیں ہوتی۔ ۴۵ پنس کی ایک بڑی اچھی ربڑ کی غلیل مل جاتی ہے۔ جس کا فریم لوہے کا بنا ہوتا ہے۔ اور وہ بڑی قابلِ اعتبار غلیل ہوتی ہے۔ میں نے اُن کے ایک دو نمونے لئے کہ اپنے دوستوں کو جو خدام الاحمدیہ کے نمائندے

تھے۔ اور میرے ساتھ قاصد بن کر گئے تھے۔ اُن کو دے دیئے تھے کہ وہ اپنے پاس رکھیں۔ ابتداء وہیں سے کی تھی۔

مَیں اس وقت یہ بتا رہا ہُوں کہ مصلحت بتانا ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن امام کے پیچھے

اِمام کی ڈھال کے پیچھے

کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ اور اسلام کی جنگیں لڑنا ضروری ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ مصلحت نہیں بتائی گئی اس لئے ہم ڈھال سے پرے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح تم اپنا نقصان کروگے اس طرح اسلام کی جنگ نہیں لڑی جاسکتی۔ ہرگز نہیں لڑی جاسکتی۔ اُمّتِ محمدیہ پر ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جب امت کو ہر جگہ یہ ڈھال میسّر نہ تھی یا چھوٹی چھوٹی ڈھالیں تھیں۔ مگر امتِ محمدیہ بحیثیت اُمّت اس ڈھال کے پیچھے نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ تو ایک جگہ جمع ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ کیا اس وقت مسلمانوں نے کوئی ترقی کی؟ اس زمانہ کو مسلم اور غیر مسلم مؤرخین

تنزّل کا زمانہ

کہتے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے مگر اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس فیجِ اعوج کے زمانہ میں خدا کے مقربین بندے لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کی شمع کو روشن رکھا۔ لیکن اسلام کی شمع ایک اور چیز ہے اور اسلام کا چاند ایک اور چیز ہے اور اسلام کا سورج تو اسلام کا سورج ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن سورج کے ہوتے ہوئے بھی کرہ ارض پر رات آجاتی ہے۔ اور سورج غروب ہوجاتا ہے اسی طرح رُوحانی سورج کا حال ہے جب دُنیا روحانی طور پر پرے ہٹ گئی۔ اور اس کی روشنی سے خود کو محروم کرلیا۔ تو یہ گویا تاریکی کا زمانہ تھا۔ مگر اب پھر یہ چاند کی روشنی آگئی ہے۔ اس کا عکس ہے کہ اس کا نور لے کر پیار کے ساتھ دُنیا میں اسلام پھیلاتا ہے۔ چاند کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ مہدی معہودؑ کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ لیکن مہدی معہودؑ کا انکار اس وجہ سے کہ اس کا اپنا کوئی نور نہیں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا سب نور ہے، غلط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ اس کی بیعت کرکے اپنی گردن اُس کے جُوئے کے نیچے لاؤ۔ بلکہ ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرمایا ہے کہ پیار اور بشاشت کے ساتھ اس کی اطاعت کرو۔ اور یہ اسیؐ کا ارشاد ہے۔ جس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرا اسلام اُس کو پہنچادو۔ چنانچہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

محبّت بھرا اسلام

مہدی معہود کو اس وقت جب آپ دُنیا میں موجود تھے یا اب اپنی دُعاؤں کے ذریعہ نہایت بشاشت سے پہنچا رہا ہے۔ اور خوشی سے پہنچا رہا ہے۔ اس کے دل میں تو اللہ تعالیٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت کو جوش میں لاکر یہ کام اس سے لینا ہے۔

بہرحال اسلام پر ایک ایسا زمانہ آیا جب یہ ڈھالیں اتنی چھوٹی ہوگئیں کہ اُمّتِ محمدیہ اُن کے پیچھے سما ہی نہیں سکتی تھی۔ پھر مہدی معہودؑ کا زمانہ آگیا۔ پھر اب یہ ڈھال بڑی ہوگئی اور امتِ محمدیہ نے پھر اپنے پُورے عروج کو (جیساکہ وہ نشأۃِ اُولیٰ میں پہنچی تھی) پہنچنا ہے۔ چنانچہ مَیں نے یورپ کے دَورہ میں لوگوں کو بتایا۔ پیار سے بتایا۔ سمجھا کر بتایا۔ یہ بڑی لمبی باتیں ہیں جن کو مَیں بعد میں بیان کروں گا۔ اس وقت تو جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے مختصراً اور اشارۃً چند باتیں بیان کروں گا۔ جو چیز مَیں نے وہاں دیکھی اور میرے لئے [illegible] وہ یہ تھی کہ ہالینڈ میں پریس کانفرنس تو نہیں تھی۔ پریس کے کچھ نمائندے [illegible] تھے) پھر فرینکفورٹ میں۔ زیورک میں۔ ڈنمارک میں اور گوٹین برگ۔ سویڈن میں پوری پریس کانفرنسیں تھیں جن میں بڑے تیز قسم کے صحافی آئے ہوئے تھے مگر کسی ایک نمائندے نے یہ نہیں کہا کہ آپ جو باتیں کہتے ہیں وہ پیاری نہیں یا غلط ہیں۔ دو جگہوں پر آخر میں مجھ سے مختلف الفاظ میں ایک ایسا سوال کیا گیا جس کا جواب مَیں نہیں دے سکا۔ ڈنمارک میں مجھے ایک صحافی کہنے لگے کہ آپ نے جو باتیں ہم سے کی ہیں وہ بڑی ہی پیاری ہیں اور بڑی اچھی لگی ہیں۔ اور ان کی ہمیں ضرورت ہے لیکن آپ یہ بتائیں کہ ڈنمارک کے عوام تک ان باتوں کے پہنچانے کا آپ نے کیا انتظام کیا ہے؟ ابھی ہم انتظام نہیں کر سکے۔

یہ ایک حقیقت ہے

لیکن یہ ایک ایسا سوال ہوگیا جس کا جواب میرے پاس نہیں تھا۔ اور مجھے شرمندہ کرنے والا تھا۔ لیکن یہ سوال آئندہ کے پروگرام کی بنیاد بننے والا ہے۔ اسی قسم کی اور باتیں تھیں جن کے نتیجہ میں یورپ میں تبلیغِ اسلام کا ایک بہت بڑا منصوبہ اللہ تعالیٰ نے ذہن میں ڈالا ہے۔ جس کا تعلق بڑی حد تک اس بہت بڑے منصوبہ سے ہے جس کا ذکر اس کی تفاصیل کے ساتھ انشاء اللہ اور اس کی توفیق سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کو بتاؤں گا۔

دوست دُعا کریں

اللہ تعالیٰ صحت سے رکھے اور ذہن میں ہر قسم کی جلا پیدا کرے اور اس کے سارے پہلوؤں کو اُجاگر پانے اور اُجاگر کرکے، روشن کرکے آپ دوستوں کو دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

غرض دوست اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں کہ وہ اپنے فضل سے مجھے زندگی اور صحت دے تاکہ ایک بہت بڑا منصوبہ جو خدا تعالیٰ کے اِذن سے ذہن میں آیا ہے۔ اس کو صحیح طور پر اور ضروری تفاصیل کے ساتھ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعتِ احمدیہ کے سامنے رکھنے کی توفیق پاؤں۔ تاہم یورپ میں تبلیغ کے پروگرام کے کچھ حصّے کو مَیں اپنے خطبات میں بتاؤں گا۔ اب ایک ہی وقت اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ میرے سامنے یہ دو منصوبے آگئے۔ جن کا آپس میں بھی بڑا گہرا تعلق ہے۔ اور ویسے ایک کا تعلق صرف یورپ سے ہے اور دوسرے کا ساری دُنیا اور تمام بنی نوع انسان سے ہے۔ کچھ حصّے جو اس بڑے منصوبے سے بلاواسطہ تعلق نہیں رکھتے وہ بتادوں گا کہ بالواسطہ کیا تعلق رکھتے ہیں۔

جیساکہ مَیں نے ابھی بتایا ہے پریس کانفرنس کے دَوران دو جگہ ایک سوال کیا گیا اُس نے مجھے سوچنے پر مجبور کیا اور سوچنے کے نتیجہ میں بہت سے کوائف معلوم کئے۔ مَیں نے مبلّغین کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ فلاں فلاں معلومات حاصل کرکے مجھے بھیجو۔ کیونکہ یہ ہے بڑا ظلم کہ مہدی معہود علیہ السلام آگئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے

اِسلام کو غالب کرنے کی بُنیاد

رکھ دی۔ مگر اب تک تبلیغ کا دائرہ وسیع نہ ہوسکا۔ جس کی وجہ سے دُنیا کا وہ حصّہ جو اس وقت خدا سے بہت دُور ہے اس کے دِل میں یہ خیال پیدا ہو کہ باتیں تو اچھی ہیں۔ اِسلام ہمارے مسائل حل تو کرتا ہے۔ لیکن ہمارے عوام تک اِن باتوں کے پہنچانے کا کیا انتظام کیا ہے۔

پس یہ سوال بُنیاد بنی اس یورپین منصُوبہ کی جس کا ایک حصّہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ اس کے لئے آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔ علاوہ ازیں ہم نے اس سفر میں خدا کے بڑے فضل دیکھے۔ اس کی رحمتوں کو دیکھا۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو پایا۔ اور بڑی بڑی باتوں میں بھی اسس کی صفات کے حسین جلوے دیکھے۔ اور اس کے قادرانہ تصرفات کا مشاہدہ کیا۔

مَیں بہت الحمد پڑھتا ہوں اور آپ بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ جب مَیں جارہا تھا تو اس وقت بعض منذر خوابوں میں بہت سی شرارتوں کے اشارے تھے۔ یہ خوابیں مومنین کو اس لئے بتائی جاتی ہیں کہ استغفار اور دُعا اور توبہ اور رجوع الی الرّبّ الکریم کے ساتھ ان حوادث سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالےٰ نے بڑا فضل فرمایا

خیر کے ساتھ ہم گئے اور خیر کے ساتھ ہم وہاں رہے اور خیر سے ہم انگلستان میں بھی اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی پھرے اور بے تکلّف باتیں کیں۔ ہر چھوٹے سے بھی اور ہر بڑے سے بھی۔ کہیں ایک جگہ بھی تکلیف کا احساس نہیں ہُوا۔ انگلستان کی بات ہے ہم نے پریس کا جو انتظام کرنا تھا دو چھوٹے چھوٹے پریس خرید کر بھجوانے کا انتظام کر رہے ہیں۔ اُمید ہے ایک تو جلسہ سالانہ کے قریب یہاں بھی پہنچ جائے گا۔ یہ ابھی چھوٹے ہیں مگر بڑے کی ابتدا رہے ان فرموں کے [illegible] سے جو ہمارے پاس معلومات بہم پہنچانے کے لئے آتے تھے اُن میں سے ایک کہنے لگا کہ میرا دل کرتا ہے تفصیل سُننے کا۔ مَیں نے کہا مجبوری ہے، اس وقت، وقت بہت کم ہے تفصیل نہیں بتا سکتے۔ پھر کبھی وقت سہی۔ پس ہماری باتیں سُننے کی طرف ان کی توجہ ہے۔ اِسلام کی باتیں سُننے کی طرف تو ہے لیکن ہم نے سُنانے کے سامان پیدا نہیں کئے۔ اور اُن سامانوں کے مہیّا کرنے کی طرف جتنی توجہ ہم کرسکتے ہیں اتنی بھی توجّہ نہیں ہے۔

غرض یہ منصوبے سامنے آجائیں گے۔ دوست بہت دُعائیں کریں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ایک تو سیلاب زدگان کی تکالیف کو دُور کرے۔ اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو نوازے۔ اور دُنیا کی آنکھ بھی اُن کو عطا فرمائے اور دین کی آنکھ بھی ان کو عطا کرے تاکہ اُن کو ہر قسم کی خوش حال زندگی میسّر آئے۔

پھر دوست یہ بھی دُعا کریں کہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

کا جو مقصد ہے یعنی ساری نوعِ انسانی کو امتِ واحدہ بناکر، ایک خاندان بناکر اور پیار اور محبّت کے بندھنوں میں باندھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۶۲ء

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فداہ نفسی و ابی و امی کے وصال پر پچپن برس سلسلہ احمدیہ کے قیام پر پچاسی برس اور حضور کی ولادت پر ایک سو اٹھائیس برس گذر چکے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قادیان میں سات اور بھارت میں دو اور پاکستان اور انگلستان میں متعدد صحابہ کرام موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمروں میں برکت دے۔ اور جماعت احمدیہ کو اعلائے کلمۃ اللہ کے مقصد عظیم میں ہر طرح قربانیاں کرنے اور صحابہ کرام دور اول و دور ثانی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے آمین۔

اس قلیل وقت میں خاکسار ذکر حبیب کے شیریں اور وسیع و عریض مضمون کا ایک حصہ پیش خدمت کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلوک احباب سے خواہ وہ حد درجہ غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں بے حد شفقت آمیز تھا

(۱)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے کھانے کی نسبت دینے مہمانوں کے کھانے کا زیادہ فکر رہتا تھا اور آپ دریافت فرمایا کرتے تھے کہ فلاں مہمان کو کیا کیا پسند ہے اور کس کس چیز کی اس کو عادت ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کا جب تک نکاح نہیں ہوا تب تک آپ کو ان کی خاطر داری کا اس قدر اہتمام تھا کہ روزانہ خود اپنی نگرانی میں ان کے لیے دودھ جائے، بسکٹ مٹھائی، انڈے وغیرہ برابر صبح کے وقت بھیجا کرتے اور پھر لے جانے والے سے دریافت بھی کر لیتے تھے کہ انہوں نے اچھی طرح سے کھا بھی لیا تب آپ کی تسلی ہوتی

اسی طرح خواجہ کمال الدین صاحب کا بڑا خیال تھا اور بار بار دریافت فرمایا کرتے کوئی مہمان بھوکا تو نہیں رہ گیا یا کسی کی طرف سے ملازمان لنگر خانہ نے تغافل تو نہیں کیا۔ بعض موقع پر ایسا ہوا کہ کسی مہمان کے لئے سالن نہیں بچا یا وقت پر اس کے لئے کھانا رکھنا بھول گیا تو اپنا سالن یا سارا کھانا حضور نے اس کے لئے اٹھوا کر بھجوا دیا۔

(سیرت المہدی حصہ دوم مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ۱۳۵)

(۲)

حضرت خواجہ عبدالرحمان صاحب متوطن (ساکن آسنور کشمیر) تقسیم ملک کے بعد امیر جماعت قادیان [illegible] ہیں سناتے تھے کہ ہم انٹرنس کا امتحان دینے کے لئے روانہ ہونے سے پہلے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے دعا کی اور مصافحہ کا موقعہ دیا۔ حضور چند قدم اندرون خانہ تشریف لے جا چکے تھے کہ ایک لڑکا دوڑتا آیا اور اس نے پیچھے سے حضور کا دامن پکڑ کے زور سے کہا حضور میں رہ گیا ہوں اسپر حضور نے متوجہ ہو کر مصافحہ کر کے اسے رخصت کیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۸۳۹)

(۳)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کے ساتھ بہت بے تکلف رہتے تھے۔ جس کے نتیجہ میں خدام بھی حضور کے ساتھ ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بے تکلفی سے بات کر لیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں لاہور سے سردیوں میں آیا۔ میرے پاس رضائی وغیرہ نہیں تھی۔ میں نے کہلا بھیجا کہ رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے حضور مہربانی کر کے کوئی کپڑا عنایت فرمائیں۔ حضرت صاحب نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دُھسّا ارسال فرمائے اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دُھسّا میرا ہے۔ آپ ان میں سے جو پسند کریں رکھ لیں۔ اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں میں نے رضائی رکھ لی اور دُھسّا واپس بھیج دیا۔

نیز آپؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں قادیان سے واپس جاتا۔ تو حضورؑ اندر سے میرے لئے واپس لے جانے کے لئے کھانا بھجواتے تھے۔ ایک دفعہ میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا۔ تو حضرت صاحب نے میرے لئے اندر سے کھانا منگوایا خادم یونہی کھلا کھانا لے آیا حضرت صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحب یہ کھانا کس طرح سے جائیں گے کوئی رومال بھی تو ساتھ لانا تھا۔ جس میں کھانا باندھ دیا جاتا۔ اچھا میں کچھ انتظام کرتا ہوں اور پھر آپ نے اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارہ کاٹ کر اس میں کھانا باندھ دیا

(سیرت المہدی حصہ سوم روایت ۱۰۴۰)

(۴)

حضور کی سخاوت کا اندازہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے اس بیان سے ہوتا ہے کہ آپ سے عبدالمحی صاحب عرب نے خلافت اولیٰ میں کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخاوت کا کیا کہنا ہے۔ مجھے کبھی آپ کے زمانہ میں تکلیف نہیں ہوئی جو ضرورت ہوتی بلا تکلف مانگ لیتا۔ اور حضور میری ضرورت سے زیادہ دے دیتے اور خود بخود بھی دیتے رہتے حضورؑ کے وصال کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حالانکہ اتنے سخی مشہور ہیں۔ میری حاجت براری نہ کر سکے آخر تنگ ہو کر میں نے ان کو لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ تو بن گئے مگر میری حاجات پوری کرنے میں ان کی خلافت نہ فرمائی۔ حضرت صاحب تو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا کرتے تھے۔ اس پر حضرت خلیفہ اول نے میری امداد کی۔ مگر خدا کی قسم کہاں حضرت صاحب اور کہاں یہ ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔

(سیرت المہدی روایت نمبر ۵۶۲)

(۵)

حضور علیہ السلام کے عفو اور درگذر کے دامن کی وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس بارہ میں کثیر تعداد مثالوں میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ اپنی تالیف "سیرۃ مسیح موعود" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ حضور کی نظر ہر شخص کی خوبیوں پر ہوتی تھی۔ کبھی دوستوں نے میری کوئی شکایت کی کہ میں اپنی کمزوریوں اور غلطیوں میں بہت بڑھا ہوا تھا۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے آپ کی خدمت میں حاضر رہتا۔ آپ نے شکایت کنندہ کو کہا کہ "دیکھو! اگر مرزا نظام الدین صاحب سے (جو حضور کے شدید مخالف تھے) جا کر معاملات کو طے کرانا ہو تو کیا میں خود کر سکتا ہوں۔ میاں یعقوب علی یہ کام بہت عمدگی سے کر لیتے ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ وہ واقعہ السی قسم کا تھا اور حضور نے اپنے اسی حسب سے کمزور خادم کو اس رنگ میں نواز دیا۔

(حصہ دوم ص ۲۴۳)

(۶)

حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے ماموں حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ ایک چوتھائی صدی سے زائد عرصہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں رہے۔ اور حافظ صاحب کو خود اقرار تھا کہ وہ کاموں میں بڑے ہی سست تھے۔ اور حضور کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ:-

"حامد علی کو کچھ لفافے اور کارڈ ڈاک خانہ میں ڈالنے کو دیئے فراموش کار حامد علی کسی اور کام میں مصروف ہو گیا اور اپنے مفوضہ کام کو بھول گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد محمود (رضی اللہ عنہ) جو اس وقت بچہ تھا کچھ لفافے اور کارڈ لیئے دوڑا آیا کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں آپ نے دیکھا تو وہی خط تھے۔ حامد علی کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا کہا "حامد علی تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے۔ فکر سے کام کیا کرو۔"

حضرت حافظ صاحب بیان کرتے تھے کہ میری سستی کے باوجود حضور سفر میں ہمیشہ مجھے ساتھ رکھتے تھے۔ اور مجھے کبھی حضور نے جھڑکا و سختی سے خطاب کیا۔

(سیرۃ مسیح موعود مؤلفہ مولوی عبدالکریم صاحب ص ۸۰،۸۱ و سیرۃ مسیح موعود مؤلفہ عرفانی صاحب حصہ سوم ص ۳۴۳)

(۷)

عفو اور توکل علی اللہ کی ایک عجیب مثال اس واقعہ میں ملتی ہے کہ حضرت محمد اکبر خان صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کی ایک بچی سے موم بتی جلا کر رکھی جس کے الٹ جانے سے حضور کے تمام مسودات جل گئے۔ سب پریشان تھے حضور نے اس واقعہ کو یہ کہہ کر رفت گذشت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر کرنا چاہیئے کہ کوئی اس سے زیادہ نقصان نہیں ہو گیا۔

(سیرت مسیح موعود حصہ اول تالیف عرفانی صاحب ص ۹۵ و ص ۹۶)

(۸)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود (رضی اللہ عنہما) کے متعلق تحریر فرماتے

ہیں جبکہ وہ چار برس کے تھے کہ بچوں کے ایک غول کے ساتھ تشریف لائے اور کھیلتے جگڑتے رہے۔

"پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی۔ اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں۔ سر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے ہو۔۔۔ اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔۔۔ حضرت کو سیاق عبارت ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش اس بکا جاتا ہے۔ آخر ایک ـ بچہ بول اُٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہوگا۔۔۔ مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں۔ خوب ہؤا اس میں اللہ تعالےٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے"۔

(سیرۃ مسیح موعود مؤلفہ مولوی صاحب صفحہ ۱۴ و ۱۵)

(۹)

حضور علیہ السلام کی شفقت و محبت عجیب رنگ کے ساتھ عجیب رنگوں میں ظاہر ہوتی تھی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں میں سے ایک شخص پیرا نام ضلع کانگڑا کا باشندہ تھا۔ جو آپ کی ماموریت سے پہلے قادیان میں آیا۔ اور آپ کی خدمت میں بحیثیت ایک خادم کے رہنے لگا۔ اس کی حالت ایک نیم وحشی کی سی تھی۔ وہ ہر ایک قسم کے آداب اور انسانیت سے بھی بے خبر تھا۔ جاہل اور اجڈ تھا اس سے بے وقوفی کے افعال سرزد ہونا ایک معمولی بات ہوتی تھی حضرتؑ نے کبھی اسے جھڑکا تک نہیں بلکہ اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ وہ اصل الجنۃ ہے۔ وہ طاعون سے بیمار ہو گیا اور اسے دوسروں سے الگ رکھا گیا اور حضور نے ایک شخص کو خصوصیت سے اس کی تیمارداری اور ضروری انتظام علاج کیلئے متعین کیا۔ اور نہایت قیمتی عرق کیوڑہ کی بوتلیں بھی دیں۔ اور چند ہدایات بھی دیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ اس کی گلٹی پر جونکیں لگوا دی جائیں۔ اور اس کے خرچ میں کسی قسم کا مضائقہ نہ کیا جائے حضور بار بار اسکی خیریت کی خبر دریافت کرتے تھے۔ اس دوست نے جونکوں والے کو تلاش کیا۔ مگر وہ جونکیں مہیا نہ کر سکا اور اس طرح پر اس حکم کی تعمیل نہ ہو سکی۔ اور تیماردار نے خیال کیا کہ دوسرے وقت انتظام ہو جائیگا۔ مگر نہ ہؤا۔ اور غفلت ہو گئی۔ اور پیرا کی موت واقع ہو گئی حضرت صاحب کو جب یہ معلوم ہؤا کہ تیماردار صاحب جونکیں نہیں لگوا سکے، تو آپ بہت ناراض ہوئے۔ اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا کہ اگر جونکیں یہاں سے نہیں ملیں تھیں تو کیوں نہ بٹالہ یا کسی اور جگہ سے منگوائی گئیں۔ خواہ کچھ بھی خرچ ہو جاتا۔ گویا حضور کی ناراضگی آپ کی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں تھی۔ پیرے کے علاج میں غفلت کی وجہ سے تھی۔

(سیرۃ مسیح موعود مؤلفہ عرفانی صاحب حصہ دوم صفحہ ۱۷۵ و ۱۷۶ حصہ سوم صفحہ ۲۲۲)

(۱۰)

حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب جٹ (امیر مقامی قادیان) کے والد ماجد حضرت میاں برکت علی صاحب کے بارے میں حضرت حافظ نور محمد صاحب رضی اللہ عنہما ساکن فیض اللہ چک بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حسب معمول قادیان آیا تو وہ گول کمرہ میں بیمار پڑے تھے اور تپ محرقہ سے ان کی زبان بند ہو چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق میں شام تک عرق گاؤزبان اور شربت بنفشہ ان کو دیتا رہا۔ اسی روز امرتسر سے ایک کاتب آیا جسے حضور نے بلایا تھا اور کتاب ازالہ اوہام کی کتابت شروع ہونی تھی آپ نے اس کو فرمایا "آج تو ہمارے ایک دوست بیمار ہیں کل کام شروع کیا جائے گا"۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۹۶۰)

(۱۱)

حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے جھاڑی بوٹی کے بیر بطور تحفہ پیش کئے۔ حضور لیٹے تو جناب شیخ رحمت اللہ صاحب اور میں جسم دبانے لگے۔ اتفاقاً میرا ہاتھ جیب سے چھوا تو فرمانے لگے کہ "یہ وہی بیر ہیں جو آپ میرے لئے لائے تھے۔ میں ان کو بہت پسند کرتا ہوں"۔ بعد میں شیخ صاحب نے کہا۔ بھئی! تم بڑے خوش نصیب ہو کہیں سے مانگ کر ایک دھیلے کے بیر لائے ہو۔ اور حضرت اقدس سے بہ ایں خوشنودی حاصل کر لیا۔ میں تو سات روپے کے انگور لایا تھا۔ اس کا ذکر ہی نہیں ہؤا۔

(سیرۃ المہدی روایت ۱۳۱۷)

(۱۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخالفین کی ایذا دہی پر صبر کرتے تھے۔

محترم میر شفیع احمد صاحب رضی اللہ عنہ محقق دہلوی بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ جب آخری بار لاھور تشریف لائے تو ڈاک میں پہنچاتا تھا۔ حضور بیرنگ خطوط کے پیسے دیدیتے تھے۔ ایک روز میں نے عرض کیا خواجہ کمال الدین صاحب نے بیرنگ خط لینے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ تو حضور مسکرائے اور فرمایا ان میں سوائے گالیوں کے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ گمنام ہوتے ہیں اگر یہ لوگ اپنا پتہ لکھ دیں تو ہم ان کو سمجھا سکیں۔ مگر شاید یہ لوگ ڈرتے ہیں کہ ہم ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں گے۔ حالانکہ ہمارا کام مقدمہ کرنا نہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم روایت ۱۵۲)

(۱۳)

حضرت عرفانی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کامل حلم اور ضبط نفس کا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ لاہور کے ایک جلسہ میں ایک برہمو لیڈر حضور سے کچھ استفسار کر رہے تھے اور حضرت جواب دیتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک بدزبان مخالف آیا۔ اور اس نے حضرت کے بالمقابل نہایت دلآزار اور گندے حملے آپ پر کئے۔ آپ اس طرح مگن اور مست بیٹھے تھے۔ کہ گویا کچھ ہو ہی نہیں رہا۔ یا کوئی نہایت شیریں مقال گفتگو کر رہا ہے۔ برہمو لیڈر نے اسے منع کرنا چاہا مگر اس نے پرواہ نہ کی حضرت نے فرمایا آپ اسے کچھ نہ کہیں۔ کہنے دیجئے۔ آخر وہ خود ہی بکواس کر کے تھک گیا اور اٹھ کر چلا گیا۔ برہمو لیڈر بے حد متاثر ہؤا۔ اور اس نے کہا یہ آپ کا بہت بڑا اخلاقی معجزہ ہے۔ حضرت عرفانی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ اس وقت حضرت اسے چپ کرا سکتے تھے۔ اپنے مکان سے نکال سکتے تھے۔ لیکن آپؑ نے ایسا نہیں کیا۔ اور کامل حلم اور ضبط نفس کا عملی ثبوت دیا۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ مؤلفہ عرفانی صاحب حصہ سوم صفحہ ۴۸۱)

(۱۴)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیرۃ مسیح موعودؑ میں رقم فرماتے ہیں، کہ حضورؑ کو کامل شعور ہے کہ آپؑ منجانب اللہ اور راستباز ہیں۔ اپنے دشمن کو برے نام سے یاد نہیں کرتے گویا آپ کے دل میں کوئی جلانے والی آگ نہیں نہ ہی آپ کسی کی ایذا دہی پر گڑھتے ہیں۔ ایک روز فرمایا:۔

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص سال بھر میرے سامنے بیٹھ کر میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے۔ آخر وہی شرمندہ ہوگا۔ اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے نہ اکھاڑ سکا"۔

(صفحہ ۳۵ و ۳۶)

(۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی زمانہ کے حالات کے بارے میں بعض روایات پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ ساکن فیض اللہ چک نے بیان کیا کہ ہمارے قریب کے گاؤں کے حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے علاج کرانے قادیان آئے۔ اور یہیں رہنے لگے۔ ان کی زبانی مجھے معلوم ہؤا کہ حضور صاحب الہام بزرگ ہیں۔ جس سے مجھے شوق ملاقات پیدا ہؤا۔ والد محترم نے بخوشی مجھے اجازت دی اور کہا کہ مرزا صاحب بہت بزرگ ہیں چنانچہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اس وقت ابھی مسجد مبارک کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ چونکہ میں حافظ قرآن تھا۔ آپ نے مجھے قرآن شریف سنانے کے لئے فرمایا۔ جسے سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔ جلدی جلدی آکر ملنا چاہیئے۔ اس زمانہ میں حضور کے پاس سوائے دو تین خادموں کے اور کوئی نہ ہوتا تھا۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ دو دو چار چار آدمیوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی

(باقی)

خطبہ جمعہ ـــــ بقیہ صفحہ ۱۴

کرنا ہے۔ جماعت احمدیہ کو اس مقصد کے پورا کرنے کے سامان جلد میسر آجائیں اور ہماری حقیر اور ناچیز کوششوں میں اللہ تعالےٰ برکت ڈالے۔ ہماری زندگیوں ہی میں وہ مقصد پورے ہو جائیں۔ یا ان مقاصد کے پورے ہونے کی ہمیں ایک جھلک نظر آئے۔ ہم خوشی اور بشاشت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوں کہ ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو ایک حد تک عاجز بندے ہونے کے باوجود نباہ دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے:

آمین

ہبلی میں کامیاب تبلیغی و تربیتی جلسوں کا انعقاد

چار مقامی اخباروں میں نمایاں ذکر

از مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل مبلغ ہبلی۔

ہبلی (کرناٹک) میں جماعت احمدیہ ۱۹۵۲ء سے قائم ہے۔ افراد جماعت گو قلیل ہیں مگر ثابت قدم اور مخلص ہیں۔ تیز و تند باد مخالف کا انہوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔

یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ خاکسار کی تبلیغی و تربیتی رہنمائی کے لئے نظارت نے ۲۴ تا ۲۹ ماہ نومبر ۷۳ء تک کے لئے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی و ہبلی کو ہبلی جانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ محترم مولانا صاحب کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت ہبلی نے ایک تربیتی اور ایک تبلیغی جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔

تربیتی اجلاس

تربیتی اجلاس ۲۵-۱۱-۷۳ء بروز اتوار زیر صدارت محترم جناب مولانا امینی صاحب منعقد ہوا۔ خاکسار کی تلاوت قرآن کریم کے بعد محترم حضرت صاحب منڈاسگر صدر جماعت ہبلی نے تربیتی امور پر روشنی ڈالی بعدہٗ خاکسار نے اتحاد و اتفاق پیدا اور تبلیغی کاموں کو تیز تر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر میں محترم صدر مجلس نے جماعت کو ایمان کی حقیقت اور نظام خلافت سے کماحقہٗ وابستگی کی تاکید فرمائی اور بعد دعا یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

تبلیغی اجلاس

جلسے کے انعقاد سے قبل چار مقامی اخبارات میں تشہیر کی گئی۔ اخباروں نے اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا اس کے علاوہ سارے شہر میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ منادی کر دی گئی۔

۲۸-۱۱-۷۳ء بروز بدھوار تبلیغی جلسہ کا پروگرام عمل میں آیا۔ چونکہ انجمن احمدیہ کی عمارت بر لب سڑک ہے۔ جس پر آمد و رفت کثرت سے ہوتی ہے۔ اس لئے یہ جلسہ یہیں منایا گیا۔ اور جلسہ گاہ میں لاؤڈ اسپیکر نصب کیا گیا۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی زیر صدارت اس اجلاس کا آغاز ٹھیک آٹھ بجے شام مکرم عبد اللطیف صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ خاکسار کی نعت خوانی کے بعد محترم حضرت صاحب منڈاسگر صدر جماعت ہبلی نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ معاندین احمدیت نے گذشتہ دنوں سے عوام کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے اور اپنے اس مزعومہ خیال کی خوب تشہیر کر رہے ہیں کہ ہم نے ہبلی میں "قادیانیت" کا قلع قمع کر دیا ہے آپ نے مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ ہبلی میں نہ صرف قائم ہے بلکہ کام کر رہی ہے اس کا زندہ ثبوت ہمارا یہ اجلاس ہے۔ اور ایک مبلغ مقرر ہے۔ بعدہٗ خاکسار نے "انسان کامل" کے موضوع پر تقریر کی خاکسار نے بتایا کہ ایک کامل انسان بننے کے لئے جو بھی اعلیٰ معیار تھے۔ وہ آنحضرت صلعم میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ خاکسار نے اس بات کا ثبوت آنحضرت صلعم کی سیرت کے چیدہ چیدہ واقعات سے پیش کیا۔ اس کے بعد محترم مولانا امینی صاحب نے "سیرت خاتم النبیین" کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ خطاب فرمایا آپ نے آنحضور صلعم کے اسوہ کو پیش کرکے آجکل کے مسلمانوں کی بدحالی کا ذکر فرمایا۔ آپ نے عمائدین ہبلی کو یہ دعوت فکر دی کہ چودھویں صدی اختتام پذیر ہے۔ اب تک آپ لوگ مزعومہ مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ وقت موعود گذر گیا ہے۔ اور وہ موعود مسیح آ بھی گیا ہے۔ اس لئے خدا کے لئے تعصب ترک کرکے نہایت سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کیجئے اور مہدی معہود کو مان کر حقیقی اسلام کی اشاعت کریں۔

آخر میں محترم صدر جماعت ہبلی نے سامعین کا اور محکمہ پولیس کا شکریہ ادا کیا اور یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

عوام کمل ... موسم جاری ہے اگرچہ قادیان اور اس کے مضافات میں قریباً روزانہ ... دھوپ نکلتی ہے لیکن سردی کی شدت ابھی چل رہی ہے۔ کسی وقت دن کے پچھلے حصے اور رات کے وقت سرد ہوا چلنے سے سردی اور بڑھ جاتی ہے۔

عیسائی کلیسائیں رخصت ہو رہی ہیں

اور

صلیبیں ٹوٹتی چلی جا رہی ہیں

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ مدراس

بمبئی سے واچ ٹاور بائیبل اینڈ ٹریکٹ سوسائٹی کی طرف سے نکلنے والا ایک عیسائی تامل رسالہ VIZHITHEZHU (ہوشیار ہو جا) کی مورخہ ۸ر ستمبر ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں مندرجہ ذیل دو خبریں شائع ہوئی ہیں۔ جن کا اردو ترجمہ بغیر کسی تبصرہ کے احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے اس رسالہ کی اشاعت ۷۵ لاکھ بتائی جاتی ہے۔

(۱) **"برطانیہ کی عیسائی کلیسائیں کثیر تعداد میں فروخت کی جا رہی ہیں"**

"برطانیہ میں چرچیں بہت کثیر تعداد میں فروخت کی جا رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چرچوں میں جا کر عبادت کرنے والوں کی تعداد بہت بری طرح گر گئی ہے۔ اسی طرح پادریوں کی تعداد میں بھی بہت وسیع پیمانہ میں کمی ہو رہی ہے۔ ایڈن برگ میں مقدس یوحنا کی چرچ کو آجکل قمار بازی کا اڈہ بنا لیا گیا ہے۔ لیورپول کے قریب واقع ایک سینٹ ڈوسٹ چرچ کو مردوں کے لئے وقت گذارنے کا کلب بنایا گیا ہے۔ کیمرج میں واقع ایک چرچ نوجوان لڑکوں کے لئے ناچ گانے سکھنے کا ایک ناچ گھر (Dancing hall) میں تبدیل کیا گیا ہے۔

ایکس ایبل کوبل چرچ جہاں ایک مشہور ادیب اور قلمکار سر والٹر سکاٹ ہمیشہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس کو سامان آرائش و تزئین بیچنے کی دکان بنا لیا گیا ہے۔ مانچسٹر کے ایک بہت بڑے چرچ کی عمارت کو غیر ملکی موٹر کاروں کے شو روم میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ باقی سب عبادت گھروں اور رہائش گاہوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔" (ص۵)

(۲) **"مذہب بائیبل کو اہمیت نہیں دے رہا ہے"**

"عیسائی کلیسائیں اب بائیبل کی تبلیغ نہیں کر رہا ہیں پچھلے نومبر میں ٹورنٹو یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر جے۔ اے۔ ہارڈ نے بتایا کہ کیتھولک پروٹسٹنٹ اور یہودی مذاہب کے مبلغین نے انسان کی رہنمائی کیلئے بائیبل میں جو باتیں بتائی ہیں۔ ان کے بارے میں یہ نظریہ قائم کئے ہوئے ہیں کہ اس کتاب میں انسان کی خواہش اور ضرورت کی چیزیں نہیں ہیں۔ چنانچہ ان چرچوں کے مقررین آجکل صرف سماجی اور موجودہ زمانہ کے دیگر مسائل پر ہی تقریریں کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں۔" ماہ جنوری میں United Church of Canada کے سابق ایڈیٹر اور نہایت قابل احترام شخص اے۔ ایم۔ ہاورڈ نے ٹورنٹو ... نامی ایک اخبار میں جو مضمون لکھا ہے۔ وہ ڈاکٹر جے۔ اے۔ ہارڈ کے خیالات کی تائید کر رہا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ "بائیبل خالص ایک کتاب نہیں بلکہ مختلف ... کے ساتھ ایسے خیالات پر مشتمل ایک مجموعہ ہے جس کے اندر بہت سارے اختلافات ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو الجھن پیدا کرنے والے اور قابل اعتراض ہیں اور بعض خیالات میں تو ... لوگوں کا عکس نظر آتا ہے۔" (Vizhi Thezhu 8. Sept 1973 Page 27)

اخبار قادیان

(۱) ملائیشیا اور انڈونیشیا کے دو احمدی نمائندگان مکرم ... یوسف صاحب و مکرم رستم ... صاحب جلسہ سالانہ ربوہ کے بعد مورخہ ۳ ... کو قادیان تشریف لائے ... کو بعد نماز عشاء مقامی جماعت کی طرف سے ایڈریس دیا گیا جس کے جواب میں ہر دو مہمانان نے تقاریر کیں (اس کی مزید رپورٹ ... میں شائع ہو چکی ہے) ہر دو مہمان مقامات مقدسہ قادیان کی زیارت کے بعد ...

(۲) مکرم احمد خان صاحب آف ... زیارت مقامات مقدسہ کے بعد ... ۹ کو واپس تشریف لے گئے (۳) مورخہ ۱۳ ... کو عزیزم مولوی حمید الدین شمس صاحب ابن ... درویش ہو حیدرآباد شادی کے لئے ۲۲ ... کو گئے تھے آج صبح کی گاڑی واپس ... قادیان پہنچے اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے (۴) مورخہ ۱۱ ... کو مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے ... کا آئندہ دو سال کے لئے بعد نماز ... انتخاب عمل میں آیا۔ ... انعام صاحب ... آئندہ کے لئے قائد مجلس خدام الاحمدیہ مقامی منتخب ... کی منظوری بھی صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے دے دی ہے ... مبارک کرے

(۵) جلسہ سالانہ اور عید ...

کیا عیسیٰ کی قبر صحیح بھارت میں ہے؟

شاکیہ منی بدھ اور یوز آسف کی تقابلی کیا کہتی ہیں؟

(از اکھشیہ کمار جین)

(۲)

حضرت عیسیٰ بھارت گئے تھے

اس بات کا ایک بین ثبوت یہ بھی ہے کہ لاماؤں کی کتب میں اس کا ذکر لکھا ہوا ملتا ہے۔ ۱۸۹۱ء میں شائع شدہ کتاب "بکس آف ٹریول" مصنفہ جان: ... نے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ لاماؤں کی کتب میں عیسائی دھرم کی تفاصیل ملتی ہیں۔

ترک روس جنگ (۱۸۷۷-۷۸ء) کے بعد ۱۸۸۷ء میں ایک روسی سیاح نکولس نوتووچ بھارت آیا تھا۔ جب اسے ایک بدھ مٹھ میں جانے کا موقعہ ملا تو اسے چیف لاما نے بتایا کہ ہلاسہ کے دستاویزی میوزم میں عیسیٰ کی سوانح حیات موجود ہے۔ اسی روسی سیاح نے بہت سے پادریوں سے اس راز کا انکشاف کیا۔ مگر کوئی (پادری) اس پر یقین کرنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آخر کار اس نے خود ایک کتاب "دی ان نون لائف آف جیزز" نامی لکھی۔ اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کی ایک کاپی آج بھی برٹش میوزم میں موجود ہے اصل کتاب فرانسیسی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ:

"ایک غار میں جانے پر وہاں کے لاما نے مجھے ایک پیغمبر کے بارے میں بتایا۔ جسے اس نے بدھ کا ہی ایک روپ بتایا تھا۔ اس پیغمبر کا نام لاما کتب میں عیسیٰ لکھا ہے۔ میں نے جب زیادہ معلومات حاصل کرنے کی خواہش کی تو اس لاما نے کہا عیسیٰ کا نام بدھوں میں بڑی عزت سے لیا جاتا ہے۔ ہم سبھی ان کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ لیکن ہمارے جو بڑے لاما ہیں، انہوں نے چمڑے کی قدیم کتابوں میں حضرت عیسیٰ کی زندگی ... پڑھی ہیں۔ ہمارے ... میں بھی کچھ قلمی نسخے ہیں اس میں بھی عیسیٰ کا ذکر ہے۔ جو بھارت بسے ہوئے اسرائیلی لوگوں کو اپدیش دینے آئے تھے۔ یہ تفاصیل بھارت سے نیپال پہنچیں۔ اور اس وقت ہلاسہ میں ہیں اس کی ایک کاپی تبتی زبان میں ہمارے پاس بھی ہے۔ ان قدیم قلمی نسخوں کے مطابق

فوٹو مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانیار سرینگر میں یوز آسف کی قبر۔ مقامی لوگوں کا یقین ہے کہ اس جگہ عیسیٰ ہمیشہ کی نیند سو رہے ہیں۔

دوسرا فوٹو:۔ بھوشیہ مہاپران (تصویر میں ایک صفحہ) کے مطابق راجہ شالواہن نے یوز آسف (عیسیٰ) سے بات چیت کی تھی

حضرت عیسیٰ صرف تیرہ سال کی عمر کے تھے۔ تبھی انہوں نے گھر چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ اسرائیلیوں میں اس عمر کے بچوں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ عیسیٰ اپنی شادی نہیں کرانا چاہتے تھے اس لئے وہ اپنے والد کا گھر چھوڑ کر یروشلم چلے گئے۔ وہاں سے وہ پھر تاجروں کے ہمراہ سندھ پہنچے۔ تاکہ وہ یہاں بھارت میں مہاتما بدھ کی مذہبی تعلیمات کا مطالعہ کر سکیں۔ اور اپنے آپ کو ایک سنت صوفی کے روپ میں ڈھال سکیں۔

چودھویں سال میں نوجوان عیسیٰ سندھ سے آگے بڑھے اور آریہ لوگوں کی صحبت میں آئے وہاں سے وہ پانچ دریاؤں کے صوبہ پنجاب میں آئے اور پھر جیوتانا کی طرف رخ کیا وہاں سے جینیوں کی صحبت میں آئے جینیوں نے انہیں اپنے پاس رکھا اور جب وہ چلنے لگے تو انہیں اور رکنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد وہ جگن ناتھ کے مندر میں پہنچے۔ یہاں پر برہمن پجاریوں نے انہیں لکھنا پڑھنا سکھایا۔ وید کا درس دیا اور صرف چھو دینے سے چنگا کر دینے کی تعلیم بھی سکھائی۔ مذہبی کتب کے درس و تدریس کے بعد وہ جگن ناتھ سے راجگرہ (شاہی محل) پہنچے۔ جہاں وہ چھ سال تک رہے۔ راجگرہ سے وارانسی (بنارس) وغیرہ دوسرے مقدس مقامات میں گھومے پھرے۔ عیسیٰ کو دلیتیں شودر سبھی (قوموں کے لوگ) بہت پیار کرتے تھے۔ اور وہ خود بھی سبھی کو بلا تفریق ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ ان کی اس بات سے برہمن اور کھتری خوش نہیں تھے۔ اس کتاب میں عیسیٰ کی تعلیمات کا ذکر بھی ملتا ہے جیسے

۱۔ خدا تعالیٰ اپنے بچوں میں اونچ نیچ نہیں رکھتا۔ وہ اس کے لئے سامنے کے سارے ایک جیسے پیارے ہیں۔

۲۔ اپنے خدا سے ڈرو، صرف اسی کے آگے جھکو۔ اور اسی کی عبادت کرو

۳۔ عیسیٰ نے تریمورتی برہما، وشنو اور مہیش (تثلیث) سے انکار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ پرماتما ایک ہی ہے۔ وہ خدا سب سے بڑا ہے وہ تمام خود ہی قادر مطلق ہے اس کا ہمسر کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔

پجاریوں کی ناراضگی

پجاری لوگ حضرت عیسیٰ کے شودر سے ملاپ رکھنے کی وجہ سے ناخوش تھے۔ انہوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار بھی کیا۔ شودروں نے عیسیٰ کو ان سے ہوشیار رہنے کے لئے بھی کہا۔ تب وہ راتوں رات جگن ناتھ مندر سے بھگوان بدھ کی جنم بھومی چلے گئے۔ چھ سال تک وہ نیپال اور کوہ ہمالیہ کے علاقوں میں سیاحت کرتے رہے۔ وہ پھر راجپوتانہ آئے۔ جہاں سے وہ مغرب کی طرف چلے گئے۔ عیسیٰ کے اپدیشوں کی خوشبو مغربی ممالک تک پہنچ گئی فارس (ایران) کے پجاریوں نے ان کی مقبولیت عامہ کے خوف سے لوگوں کو ان کا وعظ سننے سے منع کیا۔ سولہ برس کے بعد عیسیٰ فلسطین پہنچے۔ اور جگہ بجگہ سیاحت کرتے ہوئے انہوں نے لوگوں کو اپنے وعظ و نصائح سے متاثر کیا۔ ان کے اپدیشوں سے فلسطین کے حکمران کانپ اٹھے۔ انہوں نے یروشلم کے گورنر پلاطوس کے پاس عیسیٰ کے خلاف مذہب (کے) اپدیشوں کی شکایت کی۔ عیسیٰ کو گرفتار کر کے جج صاحبان کے سامنے پیش کیا گیا سردار کاہن اور بزرگ ہیکل میں (عبادت خانہ میں) جمع ہوئے۔ انہوں نے یکدم فتویٰ دیا کہ عیسیٰ (یہودی) دھرم کے خلاف وعظ کرتا ہے۔ عیسیٰ کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور ایک دن دو چوروں کے ساتھ انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

بدھ دھرم کی کتب کا یہ بیان بہت ہی اہم ہے۔

ہیلنز نے "کرسچن انڈیا اسمیت" نامی میں لکھا ہے کہ عیسیٰ کے متعلق یہ ہیں ہمیں کچھ مواد میسر آیا۔ لیہہ کے بندو یادو شماسترا اور چند لداخی بدھوں نے ہمیں بتایا کہ لیہہ کے بازاروں کے نزدیک ہی ایک تالاب ہے۔ جس کے کنارے ایک درخت ہے کہا جاتا ہے کہ اسی درخت کے نیچے عیسیٰ فلسطین جانے سے پہلے لوگوں کو اپدیش دیا کرتے تھے ہم نے یہ بھی سنا کہ تجار کے ایک کارواں کے ساتھ عیسیٰ بھارت آئے یہاں انہوں نے کافی مطالعہ کیا تھا۔ لداخ سکیانگ اور منگولیا میں اس ضمن میں خوب ذکر واذکار ہوتا رہا۔

عیسیٰ کے بارے میں تب بہت سے قصے مشہور چلے آ رہے تھے۔ کسی عالم نے ان کو چمڑے کے قلمی نسخوں پر تحریر کر دیا تھا۔ ان کتب کے مطابق جب عیسیٰ بھارت سے اسرائیل پہنچے تو ان کی عمر ۲۹ سال کی تھی۔ فلسطین کے یہودنے انہیں خوش آمدید کہا۔ لیکن دوسری طرف وہاں رومن گورنر پلاطوس کے کان بھی بھر دیئے گئے۔ اور بالآخر وہی ہوا جو سب مہاپرشوں کے ساتھ ہوتا ہے "صداقت کے لئے قربانی"

ہیلنز نے اس کتاب میں لکھا ہے کہ ہمیں مٹھ کے لاما سے دو پانڈولپیوں (قلمی نسخوں) سے پڑھ کر ہمیں معلوم ہوا وہ (قلمی نسخے) تبتی زبان میں تھے۔ قلمی نسخے لہاسہ کے ... میں محفوظ ہیں اور عیسیٰ کے ۲۰۰ سال بعد بھارت سے نیپال اور لہاسہ پہنچے تھے۔ بدھ لاماؤں کے بیان کے مطابق عیسیٰ کے تعلق میں جیسے جیسے اطلاعات انہیں ملتی تھیں۔ انہیں ضبط تحریر میں لایا جاتا تھا۔

"بدھ کی ایک تفصیل اس طرح بھی ملتی ہے":

شاکیہ منی بدھ جنت سے زمین پر آئے تھے۔ ایک کنواری کے بطن سے انہوں نے جنم لیا تھا ان کی پیدائش کے وقت خصوصی فرشتے نازل ہوئے تھے۔ ایک مندر میں ایک بدھ سنت

نے ان کی عجوبہ زندگی کے بارے میں سب لوگوں کو بتایا۔ آگ پانی سے اُن کا تلک لگایا۔

شاکیہ منی بدھ کی یہ تفصیل عیسیٰ کی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔

اس تفصیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ بھارت آئے تھے۔ یہاں بدھوں اور جینیوں کی صحبت میں رہے۔ ساڑھے تینتیس (۳۳½) سال کی عمر میں انہیں صلیب پر چڑھایا گیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ کشمیر آئے ہوں تو کیا جائے تعجب؟ کیونکہ یہاں کھوئے ہوئے اسرائیلی قبائل کے لوگ رہ رہے تھے۔ انہیں ملنے اور ان کو اُپدیش دینے کی عیسیٰ کی زبردست خواہش تھی۔

خانیار میں یوز آسف کا روضہ

کشمیر کی راجدھانی سری نگر کے محلہ خانیار میں جو قبر ہم نے دیکھی تھی۔ اسے لوگ "نبی صاحب" کی قبر یا "یوز آسف" کا روضہ کہہ کر پکارتے تھے۔ "نبی" لفظ صرف عربی اور عبرانی میں ملتا ہے۔ اس لئے "نبی صاحب کی قبر" عیسیٰ کی قبر بھی ہو سکتی ہے۔ یونانی زبان میں جیسس (یسوع) کو "یا یا جوس" کہا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کے کئی نام ہیں جن میں سے یشوع۔ جیسس۔ عیسیٰ اور مسیح سبھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسلئے یوز آسف بھی عیسیٰ کا نام ہو سکتا ہے۔

★ (نوٹ از مترجم:- یوز۔ یسوع کا تلفظ ہے اور آسف کے معنی افسوس والا غمگین ہے۔ یعنی غمگین یسوع۔ خورشید)

کشمیر میں یہ عام یقین پایا جاتا ہے کہ یوز آسف اور کوئی نہیں عیسیٰ ہی تھے۔ ہم نے قبر کے آس پاس جو بوڑھے رہتے ہیں، اُن سے پوچھا تو وہ بھی یہی کہتے تھے کہ تقریباً دو ہزار سال پہلے ایک نبی یہاں باہر سے آئے تھے۔ وہ بہت پاکباز تھے۔ تب ہی تو اس زمانے میں اس قبر سے خوشبو آیا کرتی تھی۔ اب وہ خوشبو نہیں آتی (کیونکہ) ہم جیسے گنہگار جو وہاں آتے جاتے ہیں۔

شاید قبر پر پہلے لوبان اگر دھوپ جلائی جاتی رہی ہوگی۔ تب خوشبو آتی ہو۔ لیکن آج تو یہ بڑی خستہ حالت میں ہے۔

دو سو سال پہلے لکھی کشمیر کی "تاریخ اعظمی" کے صفحہ ۸۲ میں اس قبر کے بارے میں اس طرح لکھا ہوا ہے :-

"سید نصیر الدین صاحب کی قبر کے برابر ایک نبی کی قبر ہے وہ ایک ایسے شہزادے کی ہے جو غیر ملک سے آیا تھا۔ وہ بُت، رحم کا مجسمہ اور فنا فی اللہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے اپنا نبی بنا کر بھیجا تھا۔ اور وہ لوگوں کو اپنا اپدیش دیتا تھا۔ اس کا نام تھا۔ یوز آسف"!

ڈاکٹر فرنیکائی برنیئر نے بھی اپنے "سفر کے حالات" میں یہ ذکر کیا ہے کہ کشمیر میں بہت سے یہودی رہتے ہیں ان کا یقین ہے کہ حضرت موسیٰ کشمیر میں فوت ہوئے۔ اور ان کی قبر یہاں بنائی گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برنیئر عیسیٰ کی جگہ "موسیٰ" لکھ گئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ حضرت موسیٰ کی قبر کے بارے میں بھی اختلاف ہے مگر فلسطین میں مسلمان ایک قبر کو "موسیٰ نبی کی قبر" کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور وہاں عبادت کرتے ہیں۔

بھوشیہ مہاپُران میں بھی لکھا ہوا ہے کہ راجا شالواہن کا یوز آسف (عیسیٰ) سے مکالمہ مخاطبہ ہوا تھا۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی کتاب وشو اتہاس کی جھلک (تاریخ عالم کی جھلکیاں) میں لکھا کہ سارے وسطی ایشیا۔ کشمیر اور تبت میں یہ عام یقین پایا جاتا ہے کہ جیسس یا عیسیٰ یہاں آئے۔

ان سب سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ ممکن ہے کہ وہ قبر عیسیٰ کی ہی ہو۔ علمائے اصلاح کنندگان اور تاریخ دانوں کا فرض ہے کہ وہ اس صداقت کی گہری تحقیق کریں اور سچائی کو روشنی میں لائیں۔ اگر سچ مچ عیسیٰ یہاں سدا کی نیند سوئے ہوئے ہیں تو یہ صداقت دُنیا کے لئے تہلکہ مچانے والی ہے۔

(ترجمہ از۔ مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر)

درخواستِ دُعا

(۱) — خاکسار کی صحت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی ہے جسم کا بایاں حصہ بہت کمزور ہے ٹانگ میں اکثر کمزوری رہتی ہے بزرگانِ سلسلہ اور درویشانِ کرام کی خدمت میں خاکسار کی صحت وسلامتی اور دین ودنیا میں کامیاب زندگی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبد الوہاب نائب زعیم انصار اللہ آسنور کشمیر

(۲) — اورنگ آباد سے مکرم سید عبد الہادی صاحب موصی نمبر ۱۳۶۶۸ لکھتے کہ وہ بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور صحت وسلامتی سے رکھے آمین

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواستِ دُعا

مکرم اکرام محمد صاحب احمدی راٹھ سے احباب جماعت کو السلام علیکم عرض کرتے ہوئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی پریشانیوں کو دور فرمائے اور صحت عطا کرے۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

اُولُوالعزم اِمام — اَور — فِدائی جماعت

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اور اشاعتِ تعلیمِ قرآن کے بارے میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر بھی غیر معمولی برکت ڈالے گا۔ ان سو سالوں میں تبلیغ و اشاعتِ دین کا کام کمیت وکیفیت کے اعتبار سے کہیں زیادہ وسعت پذیر ہو کر دُنیا کے سامنے آجائے گا۔

مرکز قادیان میں تو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے احبابِ جماعت صد سالہ جشن کی مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے وعدے لکھا رہے ہیں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ اپنی توفیق کے مطابق ساتھ کے ساتھ ان کو پورا بھی کرتے جا رہے ہیں۔ مناسب ہے کہ بیرونجات کے احباب اور جماعتیں بھی اس میں مسابقت دکھائیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی رُو سے مخلصینِ جماعت کا ماٹو ہی فاستبقوا الخیرات بتایا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ ہر جگہ کے مخلصین قرآنی الفاظ السابقون السابقون کی امتیازی شان کو اپنے لئے حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہیں گے۔ جس کا مطلب سادہ لفظوں میں یہی ہے کہ دوسروں سے آگے نکل جانے والے بس وہی ہیں جو عمل کے میدان میں سبقت لے جاتے ہیں۔ یعنی آگے بڑھو اور بڑھ کر دکھا دو کہ ہم فی الواقع آگے بڑھے ہوئے ہیں —!!

پس اُولوالعزم امام ہمام کی طرف سے تو عظیم القدر منصوبہ کا اعلان ہو چکا اب افرادِ جماعت کی فدائیت کی نوبت ہے۔ اس کے لئے حضرت امام مہدی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ میں بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؎

بہ مفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ —!!

درخواستِ دُعا

مکرم علیم الدین صاحب آف تارکوٹ جو اس وقت بلاسپور میں ملازم ہیں بیٹ میں خرابی وغیرہ کی وجہ سے اکثر تکلیف میں رہتے ہیں اور بچے بھی اکثر بیمار رہتے ہیں وہ ان سب کی صحت وسلامتی اور خادمِ دین ہونے کیلئے اور اپنی صحت کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار قریشی محمد شفیع عابد انسپکٹر تحریکِ جدید

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کیلئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں !!

کوالٹی اعلیٰ — ٭ — نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
AUTO TRADERS,
16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

فون نمبرز { دُکان 23—1652، 23—3222 } مکان:- 34—0541

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE"

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں:-

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
TRADING CORPORATION
۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

پروگرام دَورہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال

و

مکرم مولوی محمد فاروق صاحب انسپکٹر بیت المال

جملہ جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی و راجستھان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر انسپکٹر بیت المال معہ مکرم مولوی محمد فاروق صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ ۷۴/۱/۲۰ سے مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات لازمی و دیگر و تشخیص بجٹ کے سلسلہ میں روانہ ہو رہے ہیں۔ اس لئے جملہ عہدیداران جماعت سے اس سلسلہ میں کماحقہٗ تعاون کی درخواست ہے۔ ناظر بیت المال آمد قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	-	-	۲۰-۱-۷۴
۲	انبیٹہ	۲۱-۱-۷۴	۱	۲۲-۱-۷۴
۳	میرٹھ	۲۲	۱	۲۳
۴	اچھولی	۲۳	۱	۲۴
۵	امروہہ	۲۵	۱	۲۶
۶	سردار نگر	۲۶	۱	۲۷
۷	بریلی	۲۷	۱	۲۸
۸	شاہجہانپور۔کٹیا	۲۸	۲	۳۰
۹	لکھنؤ	۳۱	۱	۱-۲-۷۴
۱۰	گونڈہ	۱-۲-۷۴	۱	۲-۲-۷۴
۱۱	کانپور	۲-۲-۷۴	۲	۴
۱۲	راٹھ۔سُکرا	۴	۲	۶
۱۳	صالح نگر	۷	۱	۸
۱۴	سانڈھن	۹	۱	۱۰
۱۵	جے پور	۱۱	۱	۱۲
۱۶	اودے پور۔کشن گڑھ	۱۳	۱	۱۴
۱۷	کامٹا	۱۵	۱	۱۷
۱۸	دھلی	۱۸	۱	۱۹
۱۹	قادیان	۲۰-۲-۷۴	-	-

مبلغین کے لئے ضروری اعلان

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ ماہ تبلیغ ۱۳۵۳ ہش مطابق ماہ فروری ۱۹۷۴ء میں جملہ جونیئر شاہدین مبلغین کرام کا امتحان ہوگا۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ امتحان جو "اسلامی اصول کی فلاسفی" پر مشتمل ہے مورخہ ۱۰ر تبلیغ ۱۳۵۳ ہش مطابق ۱۰ر فروری ۱۹۷۴ء بروز اتوار ہوگا۔ مبلغین کرام نوٹ فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دُعا

ہمارے ایک نو مبائع بھائی مولوی رئیس الدین صاحب ساکن پچھم بارڈو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کے خسر صاحب نے جن کے مکان پر وہ خانہ داماد کے طور پر تھے اور مقامی مسجد کے امام الصلوٰۃ تھے، اپنے مکان سے نکال دیا اور محلہ والوں نے مسجد سے نکال دیا۔ وہ مع اہل و عیال ہجرت کرکے بھدرک میں ایک احمدی کے جھونپڑے میں پناہ گزیں ہیں۔ ان کے ذمہ آٹھ دس افرادِ خاندان کی پرورش کا بار ہے بڑی تکلیف سے چھوٹی موٹی چیزوں کو لیکر پھیری کا کام کرتے ہیں بڑی ہی تنگی سے دن گذار رہے ہیں احباب جماعت و بزرگانِ دین سے اُن کی خوشحالی اور دینی و دنیوی ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ہارون رشید احمدی نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک۔

تحریکِ جدید اور جماعت کا فرض

چندہ تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان ہو چکا ہے۔ اس پر اڑھائی ماہ گذر چکے ہیں۔ تاہم بہت سی جماعتوں کے وعدے موصول نہیں ہوئے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اے عزیزو! تم میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہیئے، جو اس تحریک میں شامل نہ ہو۔ ہر احمدی جو تحریکِ جدید میں حصہ لیتا ہے وہ لیظهره على الدين كله کی پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہے۔ محمدؐ کی فوج کے سپاہیوں میں اگر تم شامل ہونا چاہتے ہو تو تحریکِ جدید میں حصہ لو اور اپنے وعدے کو پورا کرو"

سو احباب اس نصیحت کے مدنظر تحریکِ جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور جلد از جلد وعدہ جات بھی ارسال کرکے ممنون فرمائیں۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

درویشانِ قادیان

کے متعلق آپ کے مقدس اور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدانِ عمل قادیان کی مختصر بستی تک محدود ہے وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ دُنیا باوجود اپنی وسعتوں کے اُن کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے اُن کے ذرائع معاش محدود ہیں .... اُن کی ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدردانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ اُن کی ہر طرح امداد کریں تا وہ فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ مرکز سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں اور زیادہ برکت دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

پس وہ احباب جو خطیر رقم اِس فنڈ میں نہیں دے سکتے وہ صرف ۱۲/- روپے سالانہ ادا کرکے اپنے آقا اور محبوب امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہہ کر رضائے الٰہی حاصل کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

اعلانِ نکاح و رُخصتانہ

محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مورخہ ۷۳/۱۲/۲۱ کو بعد نمازِ مغرب مسجد مبارک میں عزیزہ امۃ الرشید صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب سندھی مرحوم درویش قادیان کے نکاح کا مکرم واجد علی صاحب ولد دلدار علی صاحب راکڑ کشن گڑھ راجستھان کے ساتھ مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر کے عوض میں اعلان فرمایا اور رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا فرمائی۔ مورخہ ۷۳/۱۲/۲۴ کو عزیزہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی اور محترم حضرت امیر صاحب نے دعا فرمائی اور مورخہ ۷۳/۱۲/۲۵ کو دعوۃِ ولیمہ ہوئی۔ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ مکرم دلدار علی صاحب نے اس موقع پر ۵/- روپے اعانتِ بدر اور ۱۰/- روپے درویش فنڈ میں ادا فرمائے ہیں۔ خاکسار قریشی محمد شفیع عابد درویش

اپنے ڈاک خانے کا پن کوڈ نمبر ضرور تحریر کیجئے
(منیجر بدر)